شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

کی تالیفات سے ماخوذ مختلف سنّتوں اور آداب کے بیان پر مشتمل کتاب

سنّتیں اور آداب

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	:	سنّتیں اور آداب
پیش کش	:	مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)
طباعتِ اوّل	:	صفر المظفر ۱۴۲۸ھ، فروری 2007ء
طباعتِ دوم	:	شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ، اگست 2007ء
طباعتِ سوم	:	ربیع الغوث ۱۴۳۲ھ، مارچ 2011ء تعداد:20000
طباعتِ چہارم	:	رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، جون 2011ء تعداد:12000
طباعتِ پنجم	:	ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۲ھ، نومبر 2011ء تعداد:5000
طباعتِ ششم	:	ربیع الغوث ۱۴۳۳ھ، مارچ 2012ء تعداد:15000
طباعتِ ہفتم	:	رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، جون 2012ء تعداد:20000
طباعتِ ہشتم	:	ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ، مارچ 2013ء تعداد:20000
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

E.mail:ilmia@dawateislami.net

E.mail.maktaba@dawateislami.net

www.dawateislami.net

Ph:4921389-93 Ext:1268

تنبیہ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

”سنّتیں اور آداب“ کے 12 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”12 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ** ٥ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص ۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ ﴿۵﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ ﴿۶﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو مُطالَعہ کروں گا ﴿۷﴾ قرآنی آیات اور ﴿۸﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿۹﴾ جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿۱۰﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسْمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿۱۱﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ”یادداشت“ والے صفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ ﴿۱۲﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

تبلیغِ قراٰن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدینة العلمیة"** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلٰیحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبۂ تخریج (۶) شعبۂ تراجمِ کتب

"المدینة العلمیة" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلٰیحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ

سنّت ، ماحئِ بِدعت ، عالِمِ شَرِیْعت ، پیرِ طریقت ، باعثِ خَیْر و بَرَکت ، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی ، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینة العلمیة** '' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت ، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی سنتوں پر عمل کرنا دنیا وآخرت کی ڈھیروں بھلائیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''مَنْ اَحَبَ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

(جامع الترمذی، کتاب العلم، الحدیث ۲۶۸۷، ج ۴، ص ۳۰۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ایسے نازک حالات میں کہ جب دنیا بھر میں گناہوں کی یلغار، ذرائع ابلاغ میں فحاشی کی بھرمار اور فیشن پرستی کی پھٹکار مسلمانوں کی اکثریت کو بے عمل بنا چکی ہے، نیز علمِ دین سے بے رغبتی اور ہر خاص وعام کا رُجحان صرف دُنیاوی تعلیم کی طرف ہونے کی وجہ سے اور دینی مسائل سے عدمِ واقفیت کی بنا پر ہر طرف جہالت کے بادل منڈلا رہے ہیں، لادینیت و بدمذہبیت کا سیلاب تباہیاں مچا رہا ہے، گلشن اسلام پر خزاں کے بادل منڈلا رہے ہیں، ہمیں اپنی زندگی سنّتوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِأَۃِ شَہِیْدٍ یعنی فسادِ امت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔''

(کتاب الزھد الکبیر للامام البیہقی، الحدیث ۲۰۷، ج ۱، ص ۱۱۸، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت)

زیرِ نظر کتاب ''سنّتیں اور آداب'' میں تقریباً 23 عنوانات کے تحت سنّتیں اور آداب بیان کئے گئے ہیں تاکہ مختصر مطالعے کے بعد بھی قدرِ کفایت معلومات حاصل ہو سکیں۔اس کتاب کو مرتب کرنے کے لئے شیخِ طریقت،امیرِ اہلسنّت،بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ **مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ کی مایہ ناز تألیف **فیضانِ سنت و دیگر تالیفات** سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔حتی المقدور روایات کے حوالہ جات بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔سنّتوں پر عمل کا جذبہ پانے کے لئے تبلیغِ قران وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے **مَدَنی قافلوں** میں سفر کرنا بے حد مفید ہے۔

اس کتاب کو شعبہ اِصلاحی کتب مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کے مدنی اسلامی بھائیوں نے مرتب کیا ہے۔اس میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عزوجل کی عطا،اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظرِ کرم،علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی کو دخل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی انعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
10	سلام کرنے کی سُنّتیں اور آداب	1
22	مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں اور آداب	2
30	بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب	3
34	گھر میں آنے جانے کی سنتیں اور آداب	4
42	سفر کی سنتیں اور آداب	5
56	سرمہ لگانے کی سنتیں اور آداب	6
59	چھینکنے کی سنتیں اور آداب	7
63	ناخن، حجامت، موئے بغل وغیرہ کی سنتیں اور آداب	8
69	زُلفیں رکھنے کی سنّتیں اور آداب	9
72	تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کی سنتیں اور آداب	10
78	زینت کی سنتیں اور آداب	11
82	خوشبو لگانا سنت ہے	12
89	کھانے کی سنتیں اور آداب	13
95	پانی پینے کی سنتیں اور آداب	14
97	چلنے کی سنتیں اور آداب	15
99	بیٹھنے کی سنتیں اور آداب	16
102	لباس پہننے کی سنتیں اور آداب	17

18	جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب	104
19	سونے جاگنے کی سنتیں اور آداب	106
20	مہمان نوازی کی سنتیں اور آداب	108
21	عمامہ کے فضائل	111
22	قرض دینے کے فضائل	114
23	مریض کی عِیادت کرنے کا ثواب	118
24	ماٰخذ ومراجع	121
25	المدینۃ العلمیۃ کی کتب	123
26	یادداشت کا صفحہ	125

غم خواری کا ثواب

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم:

جوشخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی مُصیبت میں تعزیت کرتا (یعنی تسلّی دیتا) ہے اللہ عزوجل بروزِ قیامت اُسے عزت کا لباس پہنائے گا۔

(الترغیب والترھیب، ج٤، ص٣٤٤)

سلام کرنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

سلام کرنا ہمارے **پیارے آقا، تاجدار مدینہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے (بہارِ شریعت، حصہ ١٦، ص ٨٨)، بدقسمتی سے آج کل یہ **سنت** بھی ختم ہوتی نظر آرہی ہے۔ اسلامی بھائی جب آپس میں ملتے ہیں تو اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ سے ابتدا کرنے کے بجائے ''آداب عرض'' کیا حال ہے؟ ''مزاج شریف'' ''صبح بخیر''، ''شام بخیر'' وغیرہ وغیرہ عجیب وغریب کلمات سے ابتداء کرتے ہیں، یہ **خلافِ سنت** ہے۔ رخصت ہوتے وقت بھی ''خدا حافظ'' ''گڈ بائی'' ''ٹاٹا'' وغیرہ کہنے کے بجائے سلام کرنا چاہئے۔ ہاں **رخصت** ہوتے ہوئے اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کے بعد اگر خدا حافظ کہہ دیں تو حرج نہیں۔ سلام کی چند سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(١) سلام کے بہترین الفاظ یہ ہیں ''اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ'' یعنی تم پر سلامتی ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ٢٢، ٤٠٩)

(٢) سلام کرنے والے کو اس سے بہتر جواب دینا چاہئے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط (پ۵،النسا:۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان : اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

(۳) سلام کے جواب کے بہترین الفاظ یہ ہیں:

''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی اور تم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ جدید، ج۲۲،۴۰۹)

(۴) سلام کرنا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔ (مراۃ المناجیح ،ج۶،ص۳۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو۔ اور غور سے سنو! کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ تو انہوں نے جواب دیا، ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' اور انہوں نے ''وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' کے الفاظ زائد کہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، الحدیث ۶۲۲۷، ج۴،ص۱۶۴)

(۵) عام طور پر معروف یہی ہے کہ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' ہی سلام ہے۔ مگر سلام کے دوسرے بھی بعض صیغے ہیں۔ مثلاً کوئی آ کر صرف کہے ''سلام'' تو بھی سلام ہو جاتا ہے اور ''سلام'' کے جواب میں، ''سلام'' کہہ دیا، یا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' ہی کہہ دیا، یا صرف ''وَعَلَیْکُمْ'' کہہ دیا تو بھی جواب ہو گیا۔'' (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶،ص ۹۳)

(۶) سلام کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی افشاء السلام، الحدیث ۵۱۹۳، ج ۴، ص ۴۴۸)

(۷) ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیے خواہ ہم اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کیا، اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ (مسکینوں کو) اور سلام کہو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ، الحدیث ۶۲۳۶، ج ۴، ص ۱۶۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکے تو جب **بس** میں سوار ہوں، کسی **اسپتال** میں جانا پڑ جائے، کسی **ہوٹل** میں داخل ہوں جہاں لوگ فارغ بیٹھے ہوں، جہاں جہاں مسلمان اکٹھے ہوں، سلام کر دیا کریں۔ یہ دو الفاظ زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں، مگر ان کے فوائد و ثمرات بہت ہی زیادہ ہیں۔

(۸) بعض صحابہ علیہم الرضوان صرف سلام کی غرض سے بازار میں جایا کرتے تھے۔ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے ۔ راوی کہتے ہیں جب ہم چل پڑتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس ردی فروش، دکاندار یا مسکین کے پاس سے گزرتے تو اس کو سلام کہتے ۔ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ایک دن میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے بازار چلنے کو کہا۔ میں نے عرض کیا، بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں آپ نہ تو خریداری کے لئے رُکتے ہیں، نہ سامان کے متعلق پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، میری تو گزارش یہ ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں ۔ ہم باتیں کریں گے ۔ فرمایا: ''اے بڑے پیٹ والے! (سیدنا طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ بڑا تھا) ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں۔ ہم جس سے ملتے ہیں اس کو سلام کہتے ہیں۔''

(ریاض الصالحین، کتاب السلام، باب فضل السلام والامر بافشاءہ، الحدیث ۸۵۰، ص ۲۴۹)

(۹) بات چیت شروع کرنے سے پہلے ہی سلام کرنے کی عادت بنانی چاہیے ۔ **نبی کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ''**اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ** یعنی سلام بات چیت سے پہلے ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان... الخ، باب ماجاء فی السلام... الخ، ج ۴، ص ۳۲۱)

(۱۰) چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، تھوڑے زیادہ کو اور سوار پیدل کو سلام کرنے میں پہل کریں ۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ۔ سوار پیدل کو سلام کرے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑے لوگ زیادہ کو، اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر، الحدیث ۲۱۶۰، ص ۱۱۹۱)

(۱۱) پیچھے سے آنے والا آگے والے کو سلام کرے۔

(الفتاوٰی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، باب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج ۵، ص ۳۲۵)

(۱۲) جب کوئی کسی کا سلام لائے تو اس طرح جواب دیں ''عَلَیۡکَ وَعَلَیۡہِ السَّلَام'' یعنی تجھ پر بھی اور اس پر بھی سلام ہو''۔ حضرت غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے بتایا کہ میرے والدِ ماجد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو میرا سلام عرض کر۔ اس نے کہا، میں آپ (حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوگیا اور میں نے عرض کی، سرکار! صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میرے والد صاحب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو سلام عرض کرتے ہیں۔ حضور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''عَلَیۡکَ وَعَلٰی اَبِیۡکَ السَّلَام یعنی تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔''

(سننِ ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی الرجل یقول فلان یقرئک السلام، الحدیث ۵۲۳۱، ج ۴، ص ۴۵۸)

(۱۳) سلام میں پہل کرنے والا اللہ عزوجل کا مقرب ہے۔ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جو انہیں پہلے سلام کرے۔'' (سننِ ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی فضل من بدء بالسلام، الحدیث ۵۱۹۷، ج ۴، ص ۴۴۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم! دو آدمی آپس میں ملیں تو کون پہلے سلام کرے؟ فرمایا: ''جو ان میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب فضل الذی یبدء بالسلام، الحدیث ۲۷۰۳، ج ۴، ص ۳۱۸)

(۱۴) سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''پہلے سلام کہنے والا تکبر سے بری ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، الحدیث ۸۷۸۶، ج۶، ص۴۳۳)

(۱۵) جب گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیا کریں اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر خالی گھر میں داخل ہوں تو '' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاا النَّبِیُّ '' کہیں یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! آپ پر سلام ہو''۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہر مومن کے گھر میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔

(شرح شفاء، الباب الرابع، ج۲، ص۱۱۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: '' اے بیٹے ! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کہو، یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا باعث ہوگا۔''

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان والادب، باب ماجآء فی التسلیم اذا دخل بیتہ، الحدیث ۲۷۰۷، ج۴، ص۳۲۰)

گھر میں جب داخل ہوں اس وقت بھی سلام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں، اس وقت بھی سلام کریں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''جس وقت تم گھر میں داخل ہوا پنے گھر کے لوگوں کو سلام کہو۔ جب اپنے گھر والوں سے نکلو تو سلام کے ساتھ رخصت ہو۔''

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب السلام، الفصل الثانی، الحدیث ۴۶۵۱، ج۲، ص۱۶۵)

(۱۶) آج کل اگر کوئی کسی محفل، اجتماع یا مجلس وغیرہ میں آکر سلام کر بھی دیتا ہے تو جاتے ہوئے ''میں چلتا ہوں'' ''خدا حافظ''، ''اچھا''، ''بائی بائی'' وغیرہ کلمات کہتا ہے لہذا **مجلس کے اختتام پر ان سب الفاظ کے بجائے سلام کیا کریں۔** چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''جس وقت تم میں سے کوئی کسی مجلس کی طرف پہنچے، سلام کہے۔ اگر ضرورت محسوس کرے، وہاں بیٹھ جائے۔ پھر جب کھڑا ہو سلام کہے اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجآء فی التسلیم عند القیام وعند القعود، الحدیث ۲۷۱۵، ج۴، ص ۳۲۴)

(۱۷) **اگر کچھ لوگ جمع ہیں ایک نے آکر اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کہا۔** تو کسی ایک کا جواب دے دینا کافی ہے۔ اگر ایک نے بھی نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ اگر سلام کرنے والے نے کسی ایک کا نام لے کر سلام کیا یا کسی کو مخاطَب کر کے سلام کیا تو اب اسی کو جواب دینا ہوگا۔ دوسرے کا جواب کافی نہ ہوگا۔

(ماخوذ از بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۸۹)

حضرت مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے ''جب کوئی شخص گزرتے ہوئے سلام کہہ دے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص جواب دے تو سب لوگوں کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔''

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب ماجآء فی رد واحد عن الجماعۃ، الحدیث ۵۲۱۰، ج۴، ص ۴۵۲)

(۱۸) **اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ** کہنے سے دس نیکیاں، **اَلسَّلامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہُ** کہنے سے بیس نیکیاں جبکہ **اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ** کہنے سے

تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، دس نیکیاں لکھی گئی ہیں۔ پھر دوسرا حاضر ہوا اس نے عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ"۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو جواب دیا، وہ بھی بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: بیس نیکیاں لکھی گئی ہیں۔ پھر ایک اور آدمی حاضر خدمت ہوا، اس نے عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور فرمایا، تیس نیکیاں ہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان والادب، باب ما فی فضل السلام، الحدیث ۲۶۹۸، ج۴، ص ۳۱۵)

(۱۹) اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 22 صفحہ 409 پر فرماتے ہیں: کم از کم اَلسَّلَامُ علیکم اور اس سے بہتر وَرَحْمَۃُ اللّٰہ ملانا اور سب سے بہتر وَبَرَکَاتُہٗ شامل کرنا اور اس پر زِیادَت نہیں۔ **پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اِعادہ تو ضَرور ہے** اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے اَلسَّلَامُ علیکم کہا تو یہ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ کہے۔ اور اگر اس نے اَلسَّلَامُ علیکم وَ رَحْمَۃُ اللّٰہ کہا تو یہ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور اگر اس نے وَبَرَکَاتُہٗ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زِیادَت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۰) جو سو رہے ہوں ان کو سلام نہ کیا جائے بلکہ صرف جاگنے والوں کو سلام کریں چنانچہ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم رات کو تشریف لاتے تو سلام کہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سونے والوں کو نہ جگاتے اور جو جاگ رہے ہوتے ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سلام ارشاد فرماتے۔ پس ایک

دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم تشریف لائے اور اسی طرح سلام فرمایا جس طرح فرمایا کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، الحدیث ۲۰۵۵، ص ۱۱۳۶)

جلوہ یار ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا!

حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستہ تیرا!

(ذوقِ نعت)

(۲۱) زبان سے سلام کرنے کے بجائے صرف انگلیوں یا ہتھیلی کے اشارے سے سلام نہ کیا جائے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرنے والا ہم میں سے نہیں، یہود ونصاریٰ کے مشابہ نہ بنو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلوں کے اشارے سے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی کراہیۃ اشارۃ الید بالسلام، الحدیث ۲۷۰۴، ج ۴، ص ۳۱۹)

اگر کسی نے زبان سے سلام کے الفاظ کہے اور ساتھ ہی ہاتھ بھی اٹھا دیا تو پھر مضایقہ نہیں۔'' (احکام شریعت، ص ۶۰)

(۲۲) سلام اتنی اونچی آواز سے کریں کہ جس کو کیا ہو وہ سن لے۔

(بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

(۲۳) سلام کا فوراً جواب دینا واجب ہے۔ اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ گار ہوگا اور صرف جواب دینے سے گناہ معاف نہیں ہوگا، توبہ بھی کرنا ہوگی۔ (ردالمحتار مع درمختار، ج ۹، ص ۶۸۳)

(۲۴) جواب اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سن لے۔
(بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

(۲۵) غیر مسلم کو سلام نہ کریں وہ اگر سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں، جواب میں فقط ''وَعَلَیْکُمْ'' کہہ دیں۔ (بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

(۲۶) سلام کرتے وقت حدِ رکوع تک (اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں) جھک جانا حرام ہے اگر اس سے کم جھکے تو مکروہ۔ (بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

بدقسمتی سے آج کل عام طور پر سلام کرتے وقت لوگ جھک جاتے ہیں۔ البتہ کسی بزرگ کے ہاتھ چومنے میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے اور یہ بغیر جھکے ممکن نہیں یہاں ضرورت ہے۔ جبکہ سلام کے وقت جھکنے کی حاجت نہیں۔

(۲۷) بُڑھیا کا جواب آواز سے دیں اور جوان عورت کے سلام کا جواب اتنا آہستہ دیں کہ وہ نہ سنے۔ البتہ اتنی آواز لازمی ہے کہ جواب دینے والا خود سن لے۔
(بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

(۲۸) جب دو اسلامی بھائی ملاقات کریں تو سلام کریں اور اگر دونوں کے بیچ میں کوئی ستون، کوئی درخت یا دیوار وغیرہ درمیان میں حائل ہو جائے پھر جیسے ہی ملیں دوبارہ سلام کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یفارق الرجل....الخ، الحدیث ۵۲۰۰، ج ۴، ص ۴۵۰)

(۲۹) خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے اور دوسرا یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے لیکن چونکہ جوابِ سلام فوراً دینا واجب ہے اور خط کا جواب دینے میں کچھ نہ کچھ تاخیر ہو ہی جاتی ہے لہٰذا فوراً زبان سے سلام کا جواب دے دے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو "السلام علیکم" لکھا ہوتا، اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

(۳۰) اگر کسی نے آپ کو کہا، "فلاں کو میرا سلام کہنا" تو آپ خود اسی وقت جواب نہ دے دیں۔ آپ کا جواب دینا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا بلکہ جس کے بارے میں کہا ہے اس سے کہیں کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے۔

(۳۱) اگر کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے۔

اگر سلام لانے والا اور بھیجنے والا دونوں مرد ہوں تو یوں کہیں: **عَلَیۡکَ وَ عَلَیۡهِ السَّلام**

اگر دونوں عورتیں ہوں تو کہیں **عَلَیۡکِ وَ عَلَیۡهَا السَّلام**

اگر پہنچانے والا مرد اور بھیجنے والی عورت ہو **عَلَیۡکَ وَ عَلَیۡهَا السَّلام**

اگر پہنچانے والی عورت ہو اور بھیجنے والا مرد ہو **عَلَیۡکِ وَ عَلَیۡهِ السَّلام**.

(ان سب کا ترجمہ یہی ہے "تجھ پر بھی سلام ہو اور اس پر بھی")

(۳۲) جب آپ مسجد میں داخل ہوں اور اسلامی بھائی تلاوتِ قرآن، ذکر و درود میں مشغول ہوں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہوں ان کو سلام نہ کریں۔ یہ سلام کا موقع نہیں نہ ان پر جواب واجب ہے۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، باب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج ۵، ص ۳۲۵)

امامِ اہلسنّت، مجددِ دین وملت **الشاہ مولانا احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 399 پر لکھتے ہیں: ذاکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی

کرے تو ذاکر کو اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ ہاں اگر کسی کے سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اس کی دل شکنی کا موجب (یعنی سبب) ہو تو جواب دے کہ مسلمان کی دلداری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم و اعظم ہے۔

(۳۳) کوئی اسلامی بھائی درس وتدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے اس کو سلام نہ کریں۔ (بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۱)

(۳۴) اجتماع میں بیان ہو رہا ہے، اسلامی بھائی سن رہے ہیں آنے والا سلام نہ کرے۔

(۳۵) جو پیشاب، پاخانہ کر رہا ہے، یا پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلا لئے جائے پیشاب سکھانے کے لئے ٹہل رہا ہے، غسل خانے میں برہنہ نہا رہا ہے، گانا گا رہا ہے، کبوتر اڑا رہا ہے یا کھانا کھا رہا ہے ان سب کو سلام نہ کریں۔

(بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۱)

(۳۶) جن صورتوں میں سلام کرنا منع ہے اگر کسی نے کر بھی دیا تو ان پر جواب واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۱)

(۳۷) کھانا کھانے والے کو سلام کر دیا تو منہ میں اس وقت لقمہ نہیں تو جواب دے دے۔

(۳۸) سائل (بھکاری) **کے سلام کا جواب واجب نہیں** (جبکہ بھیک مانگنے کی غرض سے آیا ہو)۔ (بہارِ شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل ہمیں سلام کی برکتوں سے مالا مال فرما۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب دو اسلامی بھائی آپس میں ملیں تو پہلے سلام کریں اور پھر دونوں ہاتھ ملائیں کہ بوقت ملاقات مصافحہ کرنا سنّتِ صحابہ علیہم الرضوان بلکہ سنّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۶،ص۳۵۵) حضرت ابوالخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، کہ مصافحہ (ہاتھ ملانا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مروج تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''ہاں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب المصافحہ، الحدیث ۶۲۶۳، ج۴، ص۱۷۷)

(۱) آپس میں ہاتھ ملانے سے کینہ ختم ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو تحفہ دینے سے محبت بڑھتی اور عداوت دور ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرو، اس سے کینہ جاتا رہتا ہے اور ہدیہ بھیجو آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی جاتی رہے گی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب ماجآء فی المصافحہ، الحدیث ۴۶۹۳، ج۲، ص۱۷۱)

(۲) ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے والوں کے لئے دعا کی قبولیت اور ہاتھ جدا ہونے سے قبل ہی مغفرت کی بشارت ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمانوں

نے ملاقات کی اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا (یعنی مصافحہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کر دے (یعنی قبول فرما لے) اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور سوائے رضائے الٰہی عزوجل کے ان کا کوئی مقصد نہیں تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ! تمہاری مغفرت ہو گئی، تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۲۴۵۴، ج ۴، ص ۲۸۶)

(۳) اسلامی بھائیوں کے آپس میں مصافحہ کرنے کی برکت سے دونوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور "ہاتھ پکڑے" (یعنی مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے۔ اور ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، فصل فی المصافحۃ والمعانقۃ، الحدیث ۸۹۵۰، ج ۶، ص ۴۷۳)

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) پر درود پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، فصل فی المصافحۃ والمعانقۃ، الحدیث ۸۹۴۴، ج ۶، ص ۴۷۱)

(۴) سب سے پہلے یمنی اسلامی بھائیوں نے سرکارِ پُرْ وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے مصافحہ کرنے (ہاتھ ملانے) کا شرف حاصل کیا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں

حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے آکر مصافحہ کیا۔''

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی المصافحہ، الحدیث ۵۲۱۳، ج ۴، ص ۴۵۳)

(۵) سلام کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرنے سے سلام کی تکمیل ہوتی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے؟ اور پوری تحیت (سلام کرنا) یہ ہے کہ مصافحہ بھی کیا جائے۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستیذان والادب، باب ماجآء فی المصافحہ، الحدیث ۲۷۴۰، ج ۴، ص ۳۳۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا حسن اخلاق میں سے ہے، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں، ''لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں خوش کر سکتی ہیں۔''

(شعب الایمان، باب حسن الخلق، فصل فی طلاقۃ الوجہ، الحدیث ۸۰۵۴، ج ۶، ص ۲۵۳)

(۶) خوشی میں کسی سے گلے ملنا سنت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۳۵۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میرے گھر میں تھے، زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے۔ ان سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجآء فی المعانقۃ والقبلۃ، الحدیث ۲۷۴۱، ج ۴، ص ۳۳۵)

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب

فرمایا، جب وہ حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرطِ شفقت سے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگا لیا۔ چنانچہ حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا، میں نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، جس وقت تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملتے تھے کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہارے ساتھ مصافحہ فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہیں ملا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے ساتھ مصافحہ کرتے (یعنی میں نے جب بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مصافحہ ضرور فرمایا) ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میری طرف پیغام بھیجا۔ میں اپنے گھر موجود نہیں تھا۔ جب میں آیا مجھے خبر دی گئی۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تخت پر رونق افروز تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے گلے لگا لیا۔ یہ بہت بہتر ہوا اور بہتر۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی المعانقہ، الحدیث ۵۲۱۴، ج ۴، ص ۴۵۳)

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو ان کو بھی گلے سے لگایا چنانچہ حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، روف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے تو گلے سے لگا لیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلہ ما بین العینین، الحدیث ۵۲۲۰، ج ۴، ص ۴۵۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

خوش نصیب صحابہ کرام علیہم الرضوان سرکار ذی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رحمت بھرے ہاتھوں کو چومنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے ایک واقعہ مروی ہے جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم حضورتاجدارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الید، الحدیث ۵۲۲۳، ج ۴، ص ۴۵۶)

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

صحابہ کرام سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے مقدس ہاتھ پاؤں چومتے تھے

حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، یہ بھی اس وقت وفد میں شریک تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم اپنی منزلوں سے مدینہ شریف پہنچے تو جلدی جلدی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے دست مبارک اور قدم شریف کو بوسہ دیا۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الرجل، الحدیث ۵۲۲۵، ج ۴، ص ۴۵۶)

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا بابا **فریدالدین گنج شکر** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مشائخ و بزرگان دین رحمہم اللہ کی دست بوسی یقیناً دین و دنیا کی خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔ ایک دفعہ کسی نے ایک بزرگ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا، ”مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ؟ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا، دنیا کا ہر معاملہ اچھا اور برا میرے آگے رکھ دیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ حکم ہوا، اسے دوزخ میں لے جاؤ! اس حکم پر عمل ہونے ہی والا تھا کہ فرمان ہوا، ”ٹھہرو! ایک دفعہ اس نے جامع دمشق میں خواجہ شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے دستِ مبارک کو چوما تھا۔ اس دست بوسی کی برکت سے ہم نے اسے معاف کیا۔ (اسرارِاولیاء مع ہشت بہشت، ص۱۱۳)

؎ رحمت حق "بہا"نہ می جوید　　　رحمت حق "بہانہ" می جوید

یعنی اللہ عزوجل کی رحمت بہا یعنی قیمت طلب نہیں کرتی ، اللہ عزوجل کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے۔

مزید شیخ المشائخ بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن بہت سارے گناہگار، بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی دست بوسی کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ کے عذاب سے نجات حاصل کریں گے۔

(اسرارِاولیاء مع ہشت بہشت، ص۱۱۳)

(۷) دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں۔ (بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۸) جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۷)

(۹) رخصت ہوتے وقت بھی مصافحہ کریں۔ صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: ''اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظرِ فقیر سے نہیں گزری مگر اصل مصافحہ کا جواز حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔ (بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۱۰) فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔

(بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۱۱) مصافحہ کرتے وقت سنت یہ ہے کہ ہاتھ میں رومال وغیرہ حائل نہ ہو، دونوں

ہتھیلیاں خالی ہوں اور ہتھیلی سے ہتھیلی ملنی چاہئے ۔ (بہارشریعت، سلام کا بیان، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۱۲) مسکرا کر گرم جوشی سے مصافحہ کریں ۔ درود شریف پڑھیں اور ہو سکے تو یہ دعا بھی پڑھیں " **یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ** " (یعنی اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے)۔

(۱۳) ہر نماز کے بعد لوگ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں یہ جائز ہے۔
(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع ، ج ۹ ص۶۸۲)

(۱۴) گلے ملنے کو معانقہ کہتے ہیں اور یہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم سے ثابت ہے ۔ (بہارشریعت، سلام کا بیان، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۱۵) صرف تہبند باندھ کر یا پاجامہ پہنے ہوں اس وقت معانقہ نہ کریں بلکہ کُرتا پہنا ہوا ہو یا کم از کم چادر لپٹی ہوئی ہونی چاہیے۔ (بہارشریعت، سلام کا بیان، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۱۶) عیدین میں معانقہ کرنا جائز ہے۔ (بہارشریعت، سلام کا بیان، حصہ۱۶،ص۹۰)

(۱۷) عالمِ دین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۹)

(۱۸) مصافحہ کے بعد اپنا ہی ہاتھ چوم لینا مکروہ ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۹)

(۱۹) ہاتھ پاؤں وغیرہ چومنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ محل فتنہ نہ ہو، اگر **معاذ اللہ** شہوت کے لئے کسی اسلامی بھائی سے مصافحہ یا معانقہ کیا، ہاتھ پاؤں چومے یا نعوذ باللہ پیشانی کا بوسہ لیا تو یہ ناجائز ہے۔ (ملخصاً بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۹۸)

(۲۰) والدین کے ہاتھ پاؤں بھی چوم سکتے ہیں۔

(۲۱) عالم باعمل اور نیک اسلامی بھائی کی آمد پر تعظیم کیلئے کھڑا ہو جانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر وہ عالم یا نیک شخص بذات خود اپنے آپ کو تعظیم کا اہل تصور نہ کرے اور

یہ تمنا نہ کرے کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہو جایا کریں۔ اور اگر کوئی تعظیما کھڑا نہ ہو تو ہرگز ہرگز دل میں کدورت (میل) نہ لائیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۲۳،ص۷۱۹)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل ہمیں اخلاص اور خوش دلی کے ساتھ ہر مسلمان کو سلام کرنے اور ان کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ مصافحہ کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرما۔'' آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

روزی کا سبب

نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کے دورِ اقدس میں دو بھائی تھے، جن میں ایک تو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی خدمت بابرکت میں (علم دین سیکھنے کے لیے) آتا تھا اور دوسرا کوئی کام کرتا تھا، (ایک روز) کاریگر بھائی نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم سے اپنے بھائی کی شکایت کی (یعنی اس نے سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے، اس کو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹانا چاہیے) تو اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا:

((لَعَلَّکَ تُرْزَقُ بِہٖ)) شاید! ''تجھے اس کی برکت سے روزی مل رہی ہے۔''

"سنن الترمذي"، أبواب الزهد، باب في التوكل على الله، الحديث: ٢٣٤٥، ص١٨٨٧.
و "اشعة اللمعات"، كتاب الرقاق، باب التوكل و الصبر، الفصل الثالث، ج٤، ص٢٦٢.

بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اس زندگی میں ہمیں ہر وقت بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بلکہ ہم لوگ بلاضرورت بھی ہر وقت بولتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بلاضرورت بولنا بہت بہت ہی نقصان دہ ہے غیر ضروری گفتگو کرنے سے خاموش رہنا افضل ہے۔لہذا ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بات چیت کے سلسلے میں سنتیں اور آداب اور خاموشی کے فضائل وغیرہ یہاں پر بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم گفتگو اس طرح دلنشین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا چنانچہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صاف صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے، ہر سننے والا اس کو یاد کر لیتا تھا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عائشۃ، الحدیث ۲۶۲۶۹، ج ۱۰، ص ۱۱۵)

(۲) مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھئے ان شاء اللہ عزوجل دونوں کے نزدیک آپ معزّز رہیں گے۔

(۳) چلّا چلّا کر بات کرنا جیسا کہ آجکل بے تکلفی میں دوست آپس میں

کرتے ہیں، معیوب ہے۔

(۴) دورانِ گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں کیونکہ تالی، سیٹی بجانا محض کھیل کود، تماشہ اور طریقۂ کفار ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج۹،ص۵۴۹)

(۵) بات چیت کرتے وقت دوسرے کے سامنے بار بار ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ اس سے دوسروں کو گھن آتی ہے۔

(۶) جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنیں۔ اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیں۔

(۷) کوئی ہکلا کر بات کرتا ہو تو اس کی نقل نہ اُتاریں کہ اس سے اس کی دل آزاری ہو سکتی ہے۔

(۸) بات چیت کرتے ہوئے قہقہہ نہ لگائیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا (قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسنا کہ دوسروں تک آواز پہنچے۔)

(ماخوذ از مراٰۃ المناجیح، ج۶، ص۴۰۲)

(۹) زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے وقار بھی مجروح ہوتا ہے۔

(۱۰) سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج۴، ص۱۲۲)

(۱۱) حدیثِ پاک میں ہے ''جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔''

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی السکوت عما لایعنیہ، الحدیث ۴۹۸۳، ج۴، ص۲۵۴، جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب (نمبر۵) الحدیث ۲۵۰۹، ج۴، ص۲۲۵)

(۱۲) کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے۔ اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے، ''کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ'' (یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔) یعنی اس طرح کی باتیں نہ کی جائیں کہ دوسروں کی سمجھ میں نہ آئیں، الفاظ بھی سادہ صاف صاف ہوں، مشکل ترین الفاظ بھی استعمال نہ کیے جائیں کہ اس طرح اگلے پر آپ کی علمیت کی دھاک تو بیٹھ جائے گی مگر مدعا خاک بھی سمجھ نہ آئے گا۔

(۱۳) اپنی زبان کو ہمیشہ بُری باتوں سے روکے رکھیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نجات کیا ہے؟ فرمایا، ''اپنی زبان کو بری باتوں سے روک رکھو۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث ۲۴۱۴، ج ۴، ص ۱۸۲)

(۱۴) میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم نے زبان کو صحیح استعمال کیا تو اس کا جو کچھ فائدہ ہوگا وہ سارا ہی جسم پائے گا اور اگر یہ سیدھی نہ چلی کسی کو گالی وغیرہ دے دی تو زبان کو کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو پٹائی دیگر اعضاء کی ہوگی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے اعضاء جھک کر زبان سے کہتے ہیں، ''ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر! کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں۔ اگر تو سیدھی رہے گی، ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۱۱۹۰۸، ج ۴، ص ۱۹۰)

(۱۵) آپس میں ہنسی مذاق کی عادت کبھی مہنگی پڑ جاتی ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کیا کرو کہ اس طرح (ہنسی ہی ہنسی میں) دِلوں میں نفرت بیٹھ جاتی ہے۔ اور برے افعال کی بنیادیں دِلوں میں استوار ہو جاتی ہیں۔''

(کیمیائے سعادت، رکن سوم مہلکات، باب پیدا کردن ثواب خاموشی، ج۲، ص۵۶۳)

(۱۶) بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کریں، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ اپنے بھائی کو گالی دینا حرام ہے (فتاوٰی رضویہ، ج۲۱، ص۱۲۷) اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی (بے حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔''

(کیمیائے سعادت، رکن سوم باب فحش، آفت پنجم گفتن است، ج۲، ص۵۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں گفتگو کرنے کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔'' امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم۔

گھر میں آنے جانے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمیں ہر روز اپنے یا کسی عزیز یا دوست واحباب کے گھر میں جانے کی حاجت پڑتی رہتی ہے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ گھر میں داخل ہونے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کسی کے گھر میں جائیں تو دروازے کے سامنے کھڑے ہوں یا ایک طرف ہٹ کر؟ اور کس طرح اجازت طلب کریں؟ اگر اجازت نہ ملے تو کیا کرنا چاہئے؟ دعا پڑھ کر گھر سے نکلنے کی کیا کیا برکتیں ہیں؟ اگر گھر میں کوئی موجود نہ تو کیا پڑھنا چاہئے؟ گھر میں داخل ہونے اور اجازت طلب کرنے وغیرہ کے حوالے سے متعدد سنتیں اور آداب ہیں:

(۱) اپنے گھر میں آتے ہوئے بھی سلام کریں اور جاتے ہوئے بھی سلام کریں۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب تم گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور جاؤ تو سلام کر کے جاؤ۔

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ و......الخ، فصل فی السلام من خرج من بیتہ، الحدیث ۸۸۴۵، ج ۶، ص ۴۴۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ القوی مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ 9 پر تحریر فرماتے ہے: "بعض بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں ہوتے تو بسم اللہ اور قل ہو اللہ پڑھ لیتے، کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور

رزق میں برکت بھی۔''

(۲) اللہ عزوجل کا نام لئے بغیر جو گھر میں داخل ہوتا ہے، شیطان بھی اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: ''آج یہاں نہ تمہاری رات گزر سکتی ہے اور نہ تمہیں کھانا مل سکتا ہے۔ اور جب انسان گھر میں بغیر اللہ عزوجل کا ذکر کئے داخل ہوتا ہے تو شیطان کہتا ہے، آج کی رات یہیں گزرے گی۔ اور جب کھانے کے وقت اللہ عزوجل کا نام نہیں لیتا تو وہ کہتا ہے: ''تمہیں ٹھکانہ بھی مل گیا اور کھانا بھی مل گیا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب واحکامھا، الحدیث ۲۰۷۸، ج ۳، ص ۱۱۱۶)

(۳) جب کوئی خوش نصیب اپنے گھر سے باہر جاتے وقت باہر جانے کی دعا پڑھ لیتا ہے تو وہ گھر لوٹنے تک ہر بلا و آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے میں برکت ہی برکت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ جب وہ آدمی کہتا ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ'' تو وہ فرشتے کہتے ہیں تو نے سیدھی راہ اختیار کی۔ اور جب انسان کہتا ہے، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' تو فرشتے کہتے ہیں اب تو ہر آفت سے محفوظ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ تو فرشتے کہتے ہیں۔ اب تجھے کسی اور کی مدد کی حاجت نہیں، اس کے بعد اس شخص کے دو شیطان جو اس پر مسلط ہوتے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں فرشتے کہتے ہیں اب تم

اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے تو سیدھا راستہ اختیار کیا۔ تمام آفات سے محفوظ ہو گیا اور خداعزَّوجلَّ کی امداد کے علاوہ دوسرے کی امداد سے بے نیاز ہو گیا۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب مایدعو بہ الرجل اذا خرج من بیتہ، الحدیث ۳۸۸۶، ج۴، ص۲۹۲)

(۴) جب کسی کے گھر جانا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کیجئے پھر جب اندر جائیں تو پہلے سلام کریں پھر بات چیت شروع کیجئے۔ (ملخصاً بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۸۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''تین مرتبہ اجازت طلب کرو اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاستئذان والادب، الحدیث ۲۱۵۳، ص ۱۱۸۶)

(۵) جو سلام کئے بغیر گھر میں داخلے کی اجازت مانگے اسے داخلہ کی اجازت نہ دی جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سلام کے ساتھ ابتداء نہ کرے اس کو اجازت نہ دو۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی مقاربۃ وموادۃ اھل الدین، فصل فی الاستئذان الحدیث ۸۸۱۶، ج۶، ص ۴۴۱)

گھر میں داخلہ کی اجازت مانگنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ فوراً گھر میں باہر والے کی نظر نہ پڑے۔ آنے والا باہر سے سلام کر رہا ہو، اجازت چاہ رہا ہو اور صاحب خانہ پردہ وغیرہ کا انتظام کر لے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت طلب کرنے کا حکم آنکھ کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ (اس لئے کہ اہل خانہ کی نجی زندگی کے اسرار منکشف نہ ہو سکیں)۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب الاستئذان، الحدیث ۲۱۵۶، ص ۱۱۸۹)

(۶) جب کسی کے گھر جانا ہو اجازت مانگنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس طرح اجازت مانگیں ''اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' (مراٰۃ المناجیح، ج ۶، ص ۳۴۶) حضرت رِبعی بن حراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہمیں بنو عامر کے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کیا، کیا میں داخل ہو جاؤں؟ حضور نبی کریم رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا: باہر اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ، اس سے کہو کہ اس طرح کہے، اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟'' اس آدمی نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا ارشاد سن لیا اور عرض کیا، اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو اجازت عطا فرمائی اور وہ اندر داخل ہوا۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب کیف الاستئذان، الحدیث ۵۱۷۷، ج ۴، ص ۴۴۳)

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ میں جب اندر داخل ہوا اور سلام عرض نہ کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، ''لوٹ جاؤ اور یہ کہو، '' اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ'' کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟''

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب کیف الاستئذان، الحدیث ۵۱۷۶، ج ۴، ص ۴۴۲)

(۷) اگر کوئی شخص آپ کو بلانے کے لئے بھیجے اور بھیجا ہوا شخص آپ کو ساتھ لے کر جائے تو اب اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ ساتھ والا شخص ہی خود

''اجازت'' ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''جس وقت تم میں سے کسی کو بلایا جائے، اور وہ ایلچی (یعنی قاصد) کے ساتھ آئے یہ اس کا اِذن (اجازت) ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ آدمی کا کسی کو بلانے کے لئے بھیجنا اس کی طرف سے اجازت ہے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب الرجل اذا دعی أیکون ذلک اذنہٗ، الحدیث ۵۱۸۹، ج ۴، ص ۴۴۷)

(۸) اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے کھنکارنا چاہیئے جیسا کہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ رات کے وقت اور ایک مرتبہ دن کے وقت حاضر ہوتا تھا۔ جب میں رات کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس حاضری دیتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میرے لئے کھنکارتے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الاستئذان، الحدیث ۳۷۰۸، ج ۴، ص ۲۰۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کسی کے گھر جائیں تو دروازے سے گزرتے وقت ضرورتاً دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کھنکار لینا چاہیے تاکہ گھر کے دیگر افراد کو ہماری موجودگی کا احساس ہو جائے اور وہ آگے پیچھے ہو سکیں۔

(۹) اگر دروازے پر پردہ نہ ہو تو ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جب کسی کے دروازہ پر تشریف لاتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے پھر فرماتے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ''

اور یہ اس لئے کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، فصل کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستئذان، الحدیث ۵۱۸۶، ج۴، ص۴۴۶)

(۱۰) جب کوئی کسی کے گھر جائے تو اندر سے جب کوئی دروازے پر آئے تو پوچھے کون ہے؟ باہر والا ''میں'' نہ کہے جیسا کہ آج کل بھی یہی رواج ہے۔ **بلکہ اپنا** نام بتائے۔ جواباً ''میں'' کہنا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو پسند نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۸۳) جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا، میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کی ''میں'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: میں، میں کیا؟ گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب اذا قال من ذا فقال انا، الحدیث ۶۲۵۰، ج۴، ص۱۷۱)

(۱۱) کسی کے گھر میں جھانکنا نہیں چاہیئے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم شفیع روز محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم خانہ اقدس میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو جھانکا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے نیزہ کی نوک اس کی طرف کی چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گیا۔''

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم، الحدیث ۲۷۱۷، ج۴، ص۳۲۵)

اسی طرح کسی موقع پر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم در دولت پر جلوہ فرما تھے اور کسی نے جب سوراخ سے جھانک کر دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اظہار ناراضگی فرمایا۔ جیسا کہ حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو ایک شخص نے حجرہ مبارک کے سوراخ سے جھانکا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم لوہے کی کنگھی سے سر مبارک کھجا رہے تھے فرمایا: اگر میری توجہ اس طرف ہوتی کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس لوہے کی کنگھی کو تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ نظر سے بچاؤ کے لئے ہی تو اجازت طلب کرنے کا حکم ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم، الحدیث ۲۷۱۷، ج۴، ص ۳۲۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

دوسروں کے گھروں میں جھانکنے سے بچنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے گھروں کے دروازے یا کھڑکیاں بند رکھنی چاہئیں یا ان پر کوئی سادہ سا پردہ وغیرہ ڈال دینا چاہیے جس کی وجہ سے بے پردگی نہ ہو۔

(۱۲) گھر کے انتظامات پر بے جا تنقید نہ کریں جس سے میزبان کی دل آزاری ہو۔ ہاں، اگر ناجائز بات دیکھیں، مثلاً جانداروں کی تصاویر وغیرہ آویزاں ہوں تو احسن طریقے سے سمجھا دیں۔ ہو سکے تو کچھ نہ کچھ تحفہ پیش کریں خواہ کتنا ہی کم قیمت ہو، محبت بڑھے گی۔

(۱۳) جو کچھ کھانے پینے کو پیش کیا جائے۔ کوئی صحیح مجبوری نہ ہو تو ضرور قبول کریں۔ ناپسند ہو جب بھی منہ نہ بگاڑیں کہ میزبان کی دل شکنی ہوگی۔

(۱۴) واپسی پر اہل خانہ کے حق میں دعا بھی کریں اور شکریہ بھی ادا کریں۔

(۱۵) سلام کرنے کے بعد رخصت ہوں۔

(۱۶) گھر میں اگر کوئی نہ ہو تو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" کہیں کہ مومنوں

کے گھر میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی روحِ مبارک تشریف فرما ہوتی ہے۔

(شرح شفاء، الباب الرابع، ج۲، ص۱۱۸)

(۱۷) جب گھر سے باہر نکلیں تو یہ دعا پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے، اللہ عزوجل ہی کی طرف سے طاقت وقوت ہے اللہ عزوجل ہی کے بھروسے پر۔ (مشکوۃ المصابیح، الحدیث ۲۴۴۳، ج۱، ۴۵۶)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں گھر میں آنے جانے کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔" امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

سفر کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اکثر و بیشتر ہمیں سفر کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے بلکہ بہت سے خوش نصیب اسلامی بھائیوں کو تو راہِ خدا عزوجل میں عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی بھی سعادت ملتی ہے۔ لہٰذا ہم کوشش کر کے سفر کی بھی کچھ نہ کچھ سنتیں اور آداب سیکھ لیں تا کہ ان پر عمل کر کے ہم اپنے سفر کو بھی حصولِ ثواب کا ذریعہ بنا سکیں۔

(۱) ممکن ہو تو جمعرات کو سفر کی ابتداء کی جائے کہ جمعرات کو سفر کی ابتداء کرنا سنت ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج۵، ص۱۶۱) چنانچہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جمعرات کے دن روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من اراد غزوۃ فوَرَّی ....الخ، الحدیث ۲۹۵۰، ج۲، ص۲۹۶)

(۲) اگر سہولت ہو تو رات کو سفر کیا جائے کہ رات کو سفر جلد طے ہوتا ہے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ''سرکارِ مدینہ سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''رات کو سفر کیا کرو، کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الدرجۃ، الحدیث ۲۵۷۱، ج۳، ص۴۰)

(۳) اگر چند اسلامی بھائی مل کر قافلے کی صورت میں سفر کریں تو کسی ایک کو امیر بنالیں۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد، باب فی القوم یسافرون......الخ، الحدیث ۲۶۰۹، ج ۳، ص ۵۱، ۵۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

نگرانِ قافلہ خوش اخلاق، جذبہ اخلاص وایثار سے آراستہ وپیراستہ ہونا چاہیے۔ اپنے ہم سفر اسلامی بھائیوں کی دیکھ بھال کرے۔ بالفرض اگر شرکاء قافلہ کسی بات پر ناراض بھی ہوجائیں، آپس میں کوئی چپقلش یا رنجش بھی ہوجائے تو حکمت عملی کے ساتھ معاملات کوسلجھا دے مگر عدل وانصاف کا دامن بھی نہ چھوڑے۔ نیز مامور بھائیوں کو بھی چاہیے کہ جہاں تک شریعت کے مطابق نگرانِ قافلہ ہدایات دے ان کی بجا آوری میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ سفر میں حوصلہ بلند رکھنا چاہیے۔ بعض اوقات سفر کی تھکان کے سبب یا آپس میں اختلاف رائے کی وجہ سے کچھ تلخیاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔ ان مواقع پر صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑیں۔ پیار ومحبت سے سارے معاملات کوسلجھاتے چلے جائیں۔

(۴) چلتے وقت عزیزوں، دوستوں سے قصور معاف کروائیں اور جن سے معافی طلب کی جائے ان پر لازم ہے کہ دل سے معاف کردیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۶، ص ۱۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو وہ اس کا

عذر قبول کرے، خواہ حق پر ہو یا باطل پر، جو ایسا نہ کرے وہ میرے حوض پر نہیں آئے گا۔''
(المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب برّ وا اباکم تبرکم....الخ، الحدیث ۷۳۴۰، ج ۵، ص ۲۱۳)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا،'' قیامت کے دن جب لوگ حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو ایک مُنادِی اعلان کرے گا،'' جسکا کچھ ذمہ اللہ کی طرف نکلتا ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہوجائے۔'' (لیکن کوئی کھڑا نہ ہوگا) منادی پھر دوسری مرتبہ اعلان کرے گا،'' جسکا ذمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نکلتا ہے وہ کھڑا ہو۔'' (لوگ حیرانی سے پوچھیں گے)'' اللہ کی طرف کسی کا ذمہ کیسے نکل سکتا ہے؟'' جواب ملے گا،'' (وہ) جو لوگوں کو معاف کرنے والے تھے۔'' منادی پھر تیسری مرتبہ اعلان کرے گا،'' جسکا ذمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نکلتا ہے وہ کھڑا ہو اور جنت میں داخل ہوجائے۔'' پس اتنے اتنے ہزار کھڑے ہونگے اور بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔''
(المعجم الاوسط، الحدیث ۱۹۹۸، ج ۱، ص ۵۴۲)

(۵) **لباسِ سفر پہن کر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو گھر میں چار رکعت نفل "اَلْحَمْدُ وَقُلْ"** سے پڑھ کر باہر نکلیں، وہ رکعتیں واپسی تک اہل و مال کی نگہبانی کریں گی۔ پھر اپنی مسجد سے رخصت ہوں۔ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اس میں بھی دو رکعت نفل پڑھ لیں۔

(۶) **ہم جب بھی سفر پر روانہ ہوں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اہل و مال کو اللہ** عزوجل کے حوالے کر کے جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ بلکہ ہو سکے تو اپنے گھر والوں کو ذیل کے کلمات کہہ کر سفر پر روانہ ہوں۔

اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَایُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ ترجمہ : میں تم کو اللہ عزوجل کے حوالے کرتا ہوں جو سونپی ہوئی امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب تشییع الغزوۃ ووداعھم، الحدیث، ۲۸۲۵، ج ۳، ص ۳۷۲)

(۷) سفرِ تجارت کرنے والے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کریں۔

(۱) قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ آخر تک۔ (۲) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ آخر تک۔

(۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک۔ (۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ آخر تک۔

(۵) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک۔

سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت سیدنا جبیر بن مُطْعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں جاؤ تو اپنے ساتھیوں میں بہتر اور توشۂ سفر میں بڑھ کر رہو۔ (یعنی سفر میں خوشحالی اور فارغ البالی نصیب ہو) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو۔

(۱) قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ آخر تک۔

(۲) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ آخر تک۔

(۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک۔

(۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ آخر تک۔

(۵) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک۔

ہر سورت کو "**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**" سے شروع کرو اور اسی پر ختم کرو۔ (اس طرح ان پانچ سورتوں کے ساتھ **بِسْمِ اللّٰه** شریف چھ بار پڑھی جائے گی)۔

حضرت سیدنا جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو پڑھنا شروع کیا تو میں پورے سفر میں واپسی تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوشحال اور توشۂ سفر میں فارغ البال رہنے لگا۔

(کنز العمّال، کتاب السفر، فصل فی آداب الوداع، آداب متفرقۃ، الحدیث ۱۷۴۴۵، ج ۶، ص ۳۱۴)

(۸) ٹرین یا بس وغیرہ میں بسم اللّٰہ، اللّٰہ اکبر اور سبحان اللّٰہ تین تین بار، لاالہ الا اللّٰہ ایک بار پھر کہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کردیا اور یہ ہمارے بوُتے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب عزوجل کی طرف پلٹنا ہے۔

(پ ۲۵، الزخرف ۱۳، ۱۴)

(فتاوی رضویہ تخریج شدہ، ج ۱۰، ص ۷۲۸)

(۹) جب کشتی میں سوار ہوں تو یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ عزوجل ڈوبنے سے محفوظ رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا ط اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ترجمہ: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

(المرجع السابق، ص ۷۲۹)

(۱۰) دورانِ سفر ذکر اللہ عزوجل کرتے رہیں۔ ٹرین یا بس وغیرہ میں بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ سب تین تین بار، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک بار۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب کبھی سفر پر جائیں تو ذکر و درود کا وِرْد رکھیں یا اس عظیم مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انفرادی کوشش کرتے رہیں کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اگر ہم دورانِ سفر ذکرُ اللہ عزوجل میں مصروف رہیں گے تو فرشتہ راستے بھر حفاظت کرے گا اور اگر معاذ اللہ عزوجل گانے باجے سنتے رہے یا فضول ٹھٹھا مسخری کرتے رہے تو شیطان شریکِ سفر ہوگا جیسا کہ تاجدار مدینہ، سُرُورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سفر کے دوران اللہ عزوجل کی طرف توجہ رکھے اور اس کے ذکر میں مشغول رہے، اللہ عزوجل اس کے لئے ایک فرشتہ محافظ مقرر کر دیتا ہے۔ اور جو بیہودہ شعر و شاعری اور فضول باتوں میں مصروف رہے تو اللہ عزوجل اس کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتا ہے۔ (الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص۸۳)

راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو اُمَامَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، ''جس شخص کا چہرہ راہِ خدا عزوجل میں گرد آلود ہو جائے اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن جہنم کے دھویں سے امان عطا فرمائے گا اور جس شخص کے قدم راہِ خدا عزوجل میں گرد آلود ہو جائیں اللہ عزوجل اس کے قدموں کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دے گا۔'' (المعجم الکبیر، رقم ۷۴۸۲، ج۸، ص۹۶)

(۱۱) جب کبھی قافلہ کی صورت میں سفر پر جائیں تو مل جل کر ایک ہی جگہ اُتریں ۔ کیونکہ حضرت سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب منزل پر اُترتے تو

منتشر ہو کر ٹھہرتے تھے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا منتشر ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔'' اس کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان جب کبھی کسی منزل پر اترتے تو مل کر ٹھہرتے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد، باب مایؤمر من انضمام العسکر، الحدیث ۲۶۲۸، ج۳، ص ۵۸)

(۱۲) دورانِ سفر اگر کوئی حاجت مند مل جائے تو اس کی حاجت روائی کرنی چاہیے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس میں ثواب زیادہ ہوگا کہ بسا اوقات مسافر خود بھی تو حاجت مند ہو جاتا ہے پھر بھی وہ دوسروں کی مدد کرے گا تو اس کے اجر وثواب کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا۔ اور دائیں بائیں اسے پھرانے لگا تو مدنی تاجدار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس فالتو سواری ہے تو وہ اسے دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس فالتو زادِراہ ہو تو وہ اس کو دیدے جس کے پاس زادِراہ نہیں ہے حتی کہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق نہیں ہے۔

(سنن ابو داوٗد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی حقوق المال، ج۲، الحدیث ۱۶۶۳، ص ۱۷۵)

(۱۳) جب سیڑھیوں پر چڑھیں یا اونچی جگہ کی طرف چلیں، یا ہماری بس وغیرہ کسی ایسی سڑک سے گزرے جو اونچائی کی طرف جا رہی ہو تو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنا سنت ہے اور جب سیڑھیوں سے اُتریں یا ڈھلان کی طرف چلیں تو ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' عزوجل کہنا سنت ہے۔ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: ''جب ہم بلندی پر چڑھتے تو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے اور جب پست (ڈھلان والی) جگہ پر اُترتے تو

''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہتے تھے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب التکبیر اذا علا شرفاً، الحدیث ۲۹۹۴، ج ۲، ص ۳۰۷)

(۱۴) مسافر کو چاہیے کہ وہ دعا سے غفلت نہ کرے کہ یہ جب تک سفر میں ہے اس کی دعاء قبول ہوتی ہے بلکہ جب تک گھر نہیں پہنچتا اس وقت تک دعاء مقبول ہے۔ اسی طرح مظلوم کی دعا اور ماں باپ کی اپنی اولاد کے حق میں دعاء بھی قبول ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''تین قسم کی دعائیں مستجاب (مقبول) ہیں۔ ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دعاء (۲) مسافر کی دعاء (۳) باپ کی اپنے بیٹے کے لئے دعا۔'' (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماذکر فی دعوۃ المسافر، الحدیث ۳۴۵۹، ج ۵، ص ۲۸۰)

(۱۵) منزل پر اُتریں تو وقتاً فوقتاً یہ دعا پڑھیں ان شاء اللہ عزوجل ہر نقصان سے بچیں گے۔ دعا یہ ہے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ: اللہ عزوجل کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔

(کنز العمال، کتاب السفر، الفصل الثانی فی آداب السفر، الحدیث ۱۷۵۰۸، ج ۶، ص ۳۰۱)

(۱۶) جب دشمن کا خوف ہو۔ سورۃ ''لِاِیْلٰفِ'' پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ عزوجل ہر بلاء سے امان ملے گی۔ (الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص ۸۰)

(۱۷) جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت پڑے تو حدیث پاک میں ہے اس طرح تین بار پکاریں:

اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہ ترجمہ: اے اللہ عزوجل کے بندو! میری مدد کرو۔

(الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص۸۲)

(۱۸) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کوئی تحفہ لے آئیں کہ یہ سنّتِ مبارکہ ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ نہ کچھ ہدیہ لائے، اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔

(کنز العمال، کتاب السفر، الفصل الثانی فی آداب السفر، الحدیث ۱۷۵۰۲، ج۶، ص۳۰۱)

(۱۹) سفر سے واپسی پر اپنی مسجد میں دوگانہ (یعنی دو رکعت نفل) **پڑھنا سنت ہے۔**

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (نماز نفل) ادا فرماتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الصلوٰۃ اذا قدم من سفر، الحدیث ۳۰۸۸، ج۲، ص۳۳۶)

مَدَنی قافلے میں سفر کی ''72'' نیتیں

(از: شیخ طریقت امیرِ اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ''مسلمان کی نیّت اسکے عَمَل سے بہتر ہے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

(۱) اصل مقصود یعنی مدنی قافلے میں سفر کروں گا (۲) اپنے ذاتی خرچ پر سفر کروں گا (۳) پلّے سے کھاؤں گا (۴) سواری کی دعا پڑھوں گا (۵) اگر کسی اسلامی بھائی کو جگہ نہیں ملی تو اپنی نشست پر باصرار بٹھاؤں گا (۶،۷) کوئی بوڑھا یا بیمار مسلمان نظر آئیگا تو اس کے لئے نشست خالی کردوں گا (۸) مدنی قافلے والوں کی خدمت کروں

گا(۹)امیرِ قافلہ کی اطاعت کروں گا(۱۰،۱۱،۱۲)زبان،آنکھ اور پیٹ کا قفلِ مدینہ لگاؤں گا یعنی فضول گوئی،فضول نگاہی سے بچوں گا اور بھوک سے کم کھاؤں گا(۱۳) سفر میں ہر موقع پر مدنی انعامات پر عمل جاری رکھوں گا(۱۴،۱۵،۱۶)وضو،نماز اور قرآنِ پاک پڑھنے میں جو غلطیاں ہوں گی وہ عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صحبت میں رہ کر درست کروں گا (جاننے والا نیت کرے کہ سکھاؤں گا)(۱۷،۱۸)سنّتیں اور دعائیں سیکھوں گا اور (۱۹)دوسروں کو سکھاؤں گا اور(۲۰)ان پر زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا(۲۱،۲۲،۲۳،۲۴،۲۵)تمام فرض نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کروں گا(۲۶)تہجد(۲۷،۲۸)اشراق وچاشت اور(۲۹) اوّابین کی نمازیں پڑھوں گا(۳۰،۳۱)ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دوں گا،اللہ اللہ کرتا رہوں گا،درود شریف پڑھتا رہوں گا (دورانِ درس و بیان بغیر پڑھے خاموشی سے سننا ہوتا ہے)(۳۲)صدائے مدینہ لگاؤں گا یعنی نماز فجر کے لئے مسلمانوں کو جگاؤں گا(۳۳،۳۴،۳۵)راستے میں جب جب مسجد نظر آئیگی تو اس کی زیارت کروں گا اور بلند آواز سے درود شریف پڑھوں گا،موقع ملا تو صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب کہہ کر دوسروں کو بھی درود شریف پڑھاؤں گا(۳۶،۳۷)بازار میں جانا پڑا تو بالخصوص نیچی نگاہیں کئے گزرتے ہوئے بازار کی دعا پڑھوں گا(۳۸،۳۹،۴۰)مسلمانوں کو سلام کر کے ان سے پر تپاک طریقے پر ملاقات کروں گا(۴۱)خوب انفرادی کوشش کروں گا (۴۲،۴۳)ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلے میں سفر کے لئے مسلمانوں کو تیار کروں گا(۴۴)نیکی کی دعوت دوں گا(۴۵)درس دوں گا(۴۶)موقع ملا تو سنتوں بھرا بیان کروں گا(۴۷،۴۸)جہاں قافلہ جائیگا وہاں کے کسی بزرگ کے مزار شریف پر مدنی

قافلے کے ہمراہ حاضری دوں گا (۴۹) سنی عالم کی زیارت کروں گا (۵۰) اگر مدنی قافلے کا کوئی مسافر بیمار ہوگیا تو تیمارداری کروں گا (۵۱) اگر کسی مسافر کے پاس خرچ ختم ہوگیا تو امیرِ قافلہ کے مشورے سے اس کی مالی امداد کروں گا (۵۲،۵۳،۵۴) سفر میں اپنے لئے، اپنے گھر والوں کے لئے اور امتِ مسلمہ کے لئے دعائے خیر کروں گا (۵۵،۵۶) جس مسجد میں قیام ہوگا اس مسجد اور وہاں کے وضوخانے کی صفائی کروں گا (۵۷) اگر کسی نے بلاوجہ سختی کی تب بھی صبر کروں گا (۵۸،۵۹) تھکن وغیرہ کے سبب غصّہ آ گیا تو زبان کا قفلِ مدینہ لگاتے ہوئے ضبط کروں گا (۶۰،۶۱،۶۲) اگر مسجد میں مدنی قافلہ کو قیام کی اجازت نہ ملی تو کسی سے الجھنے کے بجائے اس کو اپنے اخلاص کی کمی تصور کروں گا اور مدنی قافلے کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعائے خیر کرتا ہوا پلٹوں گا (۶۳) اگر کوئی جھگڑا کرے گا تو حق پر ہونے کے باوجود اس سے جھگڑا نہ کرکے حدیث پاک میں دی ہوئی بشارت مصطفےٰ کا حقدار بنوں گا: ''جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کردے اسکے لئے جنّت کے درمیان میں مکان بنایا جائے گا۔'' (جامع الترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی المراء، الحدیث ج ۳ ص ۴۰۰) (۶۴،۶۵) اگر کسی نے ظلماً مارا بھی تو جوابی کارروائی کرنے کے بجائے شکر ادا کروں گا کہ راہِ خدا عزوجل میں مار کھانے والی سنتِ بلالی ادا ہوئی (۶۶،۶۷،۶۸) اگر میری وجہ سے کسی مسلمان کی دل آزاری ہوگئی تو اسی وقت احسن طریقے پر معافی مانگوں گا (۶۹،۷۰،۷۱) چونکہ ہر وقت ساتھ رہنے میں حق تلفیوں کا زیادہ امکان رہتا ہے لہٰذا واپسی پر انتہائی لجاجت کے ساتھ

فرداً فرداً معافی تلافی کروں گا (۷۲) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے تحفہ لے جانے کی سنت ادا کروں گا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، ''جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ نہ کچھ ہدیّہ لائے، اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔''

(کنز العمال، کتاب السفر، الفصل الثانی فی آداب السفر، حدیث ۱۷۵۰۲، ج ۶ ص ۳۰۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیک بننے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے۔ مدنی انعامات پر عمل کرتے رہیے، دعوت اسلامی کا ہفتہ وار اجتماع جس مسجِد میں، جس نَماز کے بعد شروع ہوتا ہو وہ نماز اُسی مسجد میں تکبیرِ اُولیٰ کیساتھ ادا کر کے اجتماع میں آخر تک شرکت فرمائیں۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ زندگی میں کم از کم ۱۲ ماہ اور ہر ۱۲ ماہ میں یکمُشت کم از کم ۳۰ دن نیز ہر ۳۰ دن میں کم از کم ۳ دن سنّتوں کی تربیت کیلئے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں ضَرور سفر کرے۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں جب کبھی سفر درپیش ہو تو پورا سفر سنتوں کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں بار بار حرمین طیبین کا مبارک سفر نیز عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر نصیب فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

قافلے میں چلو

(کلام: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

لوٹنے رحمتیں قافلے میں چلو ۔۔۔ سیکھنے سُنّتیں قافلے میں چلو
چاہو گر برکتیں قافلے میں چلو ۔۔۔ پاؤگے عظمتیں قافلے میں چلو
ہوں گی حل مشکلیں قافلے میں چلو ۔۔۔ دور ہوں آفتیں قافلے میں چلو
طیبہ کی جستجو حج کی گر آرزو ۔۔۔ ہے بتا دوں تمہیں قافلے میں چلو
گر مدینے کا غم چاہیئے چشمِ نم ۔۔۔ لینے یہ نعمتیں قافلے میں چلو
آنکھ بے نور ہے دِل بھی رنجور ہے ۔۔۔ ختم ہوں گردشیں قافلے میں چلو
اولیائے کرام ان کا فیضانِ عام ۔۔۔ لوٹنے سب چلیں قافلے میں چلو
اولیاء کا کرم تم پہ ہو لاجَرم ۔۔۔ مل کے سب چل پڑیں قافلے میں چلو
ماں جو بیمار ہو قرض کا بار ہو ۔۔۔ رنج وغم مت کریں قافلے میں چلو
رب کے در پر جھکیں التجائیں کریں ۔۔۔ بابِ رحمت کُھلیں قافلے میں چلو
دِل کی کالک دُھلے مرضِ عصیاں ٹلے ۔۔۔ آؤ سب چل پڑیں قافلے میں چلو
قرض ہو گا ادا آکے مانگو دُعاء ۔۔۔ پاؤ گے برکتیں قافلے میں چلو
دکھ کا درماں ملے آئیں گے دِن بھلے ۔۔۔ ختم ہوں گردشیں قافلے میں چلو
غم کے بادل چھٹیں اور خوشیاں ملیں ۔۔۔ دل کی کلیاں کھلیں قافلے میں چلو
ہو قوی حافظہ ٹھیک ہو ہاضمہ ۔۔۔ کام سارے بنیں قافلے میں چلو
علم حاصل کرو جہل زائل کرو ۔۔۔ پاؤ گے رفعتیں قافلے میں چلو
تم قرضدار ہو یا کہ بیمار ہو ۔۔۔ چاہو گر راحتیں قافلے میں چلو
گرچہ ہوں گرمیاں یا کہ ہوں سردیاں ۔۔۔ چاہے ہوں بارشیں قافلے میں چلو

کوندیں گر بجلیاں یا چلیں آندھیاں چاہے اولے پڑیں قافلے میں چلو
بارہ ماہ کے لیے تیس دن کیلئے بارہ دِن دے ہی دیں قافلے میں چلو
سُنّتیں سیکھنے تین دِن کے لیے ہر مہینے چلیں قافلے میں چلو
اے میرے بھائیو! رٹ لگاتے رہو قافلے میں چلیں قافلے میں چلو
فون پر بات ہو یا ملاقات ہو سب سے کہتے رہیں قافلے میں چلو
دوست کے گھر میں ہوں یا کہ دفتر میں ہوں سب سے کہتے رہیں قافلے میں چلو
دَرس دیں یا سُنیں یا بیان جو کریں بعد اعلاں کریں قافلے میں چلو
عاشقانِ رسول ان سے رحمت کے پھول آؤ لینے چلیں قافلے میں چلو
عاشقانِ رسول آئے لینے دُعا آؤ مل کر چلیں قافلے میں چلو
عاشقانِ رسول آئے ہیں مرحبا خیر خواہی کریں قافلے میں چلو
عاشقانِ رسول لائیں جب قافلہ خیر خواہی کریں قافلے میں چلو
کھانا لے کر چلیں ٹھنڈا شربت بھی لیں خیر خواہی کریں قافلے میں چلو
ان پہ ہوں رحمتیں قافلے کا سُنیں خیر خواہی کریں قافلے میں چلو
بخش دے میرے مولیٰ تُو ان کو کہ جو خیر خواہی کریں قافلے میں چلو
یا خدا عزوجل ہر گھڑی رَٹ ہو عطّار کی قافلے میں چلیں قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سرمہ لگانے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

سرمہ لگانا ہمارے پیارے آقا ، مدینے والے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی نہایت ہی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی سنت ہے۔سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم جب سونے لگتے تو اپنی مبارک آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے ۔ لہذا ہمیں بھی سونے سے پہلے اتباعِ سنت کی نیت سے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگانا چاہیے۔اس سے ہمیں سرمہ لگانے کی سنت کا بھی ثواب ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے دنیوی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

سوتے وقت سرمہ ڈالنا سنت ہے:

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم سرمہ سوتے وقت استعمال فرماتے تھے چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم سونے سے پہلے ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔"

(جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الاکتحال، الحدیث ۱۷۶۳، ج ۳، ص ۲۹۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سرمہ سوتے وقت استعمال کرنا سنت ہے۔(مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۱۸۰) لہذا ہم رات کو جب بھی سویا کریں

ہمیں سرمہ لگانا نہ بھولنا چاہیے۔سوتے وقت سرمہ لگانے میں یہ مصلحت ہے کہ سرمہ زیادہ دیر تک آنکھوں میں رہتا ہے اور آنکھوں کے مسامات میں سرایت کرکے آنکھوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

سرمہ اِثمد بہتر ہے:

ابن ماجہ کی روایت میں ہے ''تمام سرموں میں بہتر سرمہ ''اِثمد'' ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الکحل بالاثمد، الحدیث ۳۴۹۷، ج ۴، ص ۱۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرمہ اثمد کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ سرمہ آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کے دلارے، ہم بے کسوں کے سہارے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو پسند ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اسے خود بھی استعمال فرمایا اور اپنے غلاموں کو اس کے استعمال کی ترغیب بھی دلائی اور اس کے فوائد بھی ارشاد فرمائے۔ لہذا ہوسکے تو سرمہ اثمد ہی استعمال کرنا چاہیے۔احادیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرمہ اثمد بینائی کو تیز کرنے کے ساتھ ساتھ پلکوں کے بال بھی اُگاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ اِثمد اصفہان میں پایا جاتا ہے۔علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور مشرقی ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔بہر حال اثمد کا سرمہ میسر آجائے تو یہی افضل ہے ورنہ کسی قسم کا بھی سرمہ ڈالا جائے سنت ادا ہوجائے گی۔

سرمہ لگانے کا طریقہ

حدیث بالا میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہمارے پیارے سرکار، مدینے کے

تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دونوں مقدس آنکھوں میں سرمہ کی تین تین سلائیاں استعمال فرماتے تھے اور اکثر اسی پر عمل تھا۔ تاہم بعض روایات میں سیدھی آنکھ مبارک میں تین سلائیاں اور بائیں میں دو کا بھی ذکر آیا ہے اور ''شمائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم'' میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر آنکھ مبارک میں دو دو سلائیاں سرمہ کی ڈالتے اور ایک سلائی کو دونوں مبارک آنکھوں میں لگاتے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الفصل الثانی فی صفۃ بصرہ....الخ، ص ۷۷)

لہذا ہمیں مختلف اوقات میں مختلف طریقے پر سرمہ استعمال کرنا چاہیے۔ یعنی کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں کبھی دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو، تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر آخر میں ایک سلائی کو سرمہ والی کر کے باری باری دونوں آنکھوں میں لگائیں۔ اس طرح کرنے سے تینوں سنتیں ادا ہو جائیں گی۔

یہ بات یاد رکھیں کہ تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے سب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سیدھی جانب سے شروع کیا کرتے، لہٰذا پہلے سیدھی آنکھ میں سرمہ لگائیں پھر بائیں آنکھ میں۔ (المرجع السابق، الفصل الثالث، فی صفۃ شعرہ....الخ، ص۸۱)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں ہر بار سوتے وقت سرمہ لگانے کی سنت بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے!
جو نقش پا کا لگاؤں غبار آنکھوں میں

چھینکنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

چھینکنا بھی ایک اہم امر ہے اس کی بھی سنتیں اور آداب ہیں۔لیکن افسوس! مدنی ماحول سے دور رہنے کے باعث مسلمانوں کی اکثریت کو اس سلسلے میں کوئی معلومات نہیں ہوتیں، جہاں چھینک آئی زور زور سے ''آ کچھی آ کچھی'' کرلیا۔ ناک بھر آئی تو سنک لی اور بس۔ایسا نہیں ہے،اس کی بھی سنتیں اور آداب ہمیں سیکھنے چاہئیں۔

(۱) چھینک کے وقت سر جھکائیں، منہ چھپائیں اور آواز آہستہ نکالیں چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶،ص ۱۰۳) حضرت عبادہ بن صامت وشداد بن اوس وحضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔''

(شعب الایمان، باب فی تشمیت العاطس، فصل فی تکریر العاطس، الحدیث ۹۳۵۵، ج ۷، ص ۳۲)

(۲) جب چھینک آئے اور'' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہیں گے تو فرشتے'' رَبِّ الْعٰلَمِیْن'' کہیں گے۔ اگر آپ '' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن '' کہیں گے تو معصوم فرشتے یہ دعا کریں گے،یَرْحَمُکَ اللّٰہ (یعنی اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ " کہے تو فرشتے کہتے ہیں ''رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''اور وہ'' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ '' کہتا ہے،تو فرشتے کہتے ہیں:یَرْ حَمُکَ اللّٰہُ یعنی اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔(طبرانی اوسط،الحدیث ۳۳۷۱،ج۲،ص۳۰۵)

(۳)چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا سنت ہے بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کہے۔سننے والے پر واجب ہے کہ فوراً'' یَرْ حَمُکَ اللّٰہ ''(یعنی اللہ عزوجل تجھ پر رحم کرے) کہے۔اور اتنی آواز سے کہے کہ چھینکنے والا خود سن لے۔اگر جواب میں تاخیر کردی تو گنہگار ہوگا۔صرف جواب دینے سے گناہ معاف نہیں ہوگا توبہ بھی کرنا ہوگی۔(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۰۲)

(۴)جواب سن کر چھینکنے والا کہے۔'' یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ ''(اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے)یا یہ کہے،''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ '' (اللہ عزوجل تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے)۔

(الفتاوی الھندیہ،کتاب ما یحل و ما لا یحل،الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس،ج۵،ص۳۲۶)

(۵)چھینکنے والا زور سے حمد کہے تا کہ کوئی سنے اور جواب دے دونوں کو ثواب ملے گا۔(الفتاوی الھندیہ،کتاب ما یحل و ما لا یحل،الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس،ج۵،ص۳۲۶)

(۶)چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔(بہارِشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۰۲)حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی۔میں بھی موجود تھا۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: یَرْحَمُکَ اللّٰہ ،(اللہ عزوجل تجھ پر رحم

فرمائے) اسے دوبارہ چھینک آئی تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ''اسے زکام ہوگیا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاءلم یشمت العاطس، الحدیث ۲۷۵۲، ج ۴، ص ۳۴۱)

(۷) جواب اس صورت میں واجب ہوگا جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور حمد نہ کرے تو جواب واجب نہیں ۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۲) حضرت ابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبی کریم، رؤف و رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو تم اس کے لئے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہو۔ اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو تم بھی یَرْحَمُکَ اللّٰہ نہ کہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراھیۃ التثاوب، الحدیث ۲۹۹۲، ص ۱۵۹۶)

(۸) بڑھیا کی چھینک کا جواب مرد، زور سے دے اور جوان عورت کا جواب دل میں دے۔ (البتہ اتنی آواز ضروری ہے کہ جواب دینے والا خود سن لے) (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

(۹) چھینکنے والا دیوار کے پیچھے ہو جب بھی جواب دیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۰۳)

(۱۰) کئی اسلامی بھائی موجود ہوں اور بعض حاضرین نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہوگا مگر بہتر یہی ہے کہ سارے جواب دیں۔

(المرجع السابق، ص ۱۰۳)

(۱۱) نماز کے دوران چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۴۹)

(۱۲) آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور کسی کو چھینک آئی اور آپ نے جواب دے

دیا تو آپ کی نماز فاسد ہوگئی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب ما یحل و ما لا یحل، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج۵،ص۳۲۶)

(۱۳) کافر کو چھینک آئی اور اس نے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہا تو جواب میں **یَھْدِیْکَ اللّٰہُ** (اللہ عزوجل تجھے ہدایت کرے) کہا جائے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۱۶،ص۱۰۳)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں چھینک کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

نمازِ عصر کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب مردہ قبر میں داخل ہوتا ہے، تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے، وہ آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے ((دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ)) ذرا ٹھہرو! مجھے **نماز** تو پڑھنے دو۔'' ("سنن ابن ماجه"، کتاب الزهد، باب ذکر القبر و البلی، الحدیث: ۴۲۷۲، ص۲۷۳۶)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کے اس حصے **دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ** (ذرا ٹھہرو! مجھے نماز تو پڑھنے دو۔) کے بارے میں فرماتے ہیں: **یعنی** اے فرشتو! سوالات بعد میں کرنا، **عصر** کا وقت جا رہا ہے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ وہ کہے گا جو دنیا میں نمازِ عصر کا پابند تھا **اللہ** نصیب کرے۔ مزید فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ اس عرض پر سوال و جواب ہی نہ ہوں اور ہوں تو نہایت آسان، کیونکہ اس کی یہ گفتگو تمام سوالوں کا جواب ہوچکی۔ (مرأۃ المناجیح، ج۱، ص۱۴۳)

ناخن،حجامت،موئے بغل وغیرہ سے متعلق سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارے پیارے سرکار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صفائی کو بے حد پسند فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ یعنی صفائی آدھا ایمان ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ۹۲، الحدیث ۳۵۳۰، ج ۵، ص ۳۰۸)

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ظاہر و باطن دونوں کی صفائی کا خیال رکھے۔ ظاہر کی صفائی کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ اپنا جسم اور لباس وغیرہ نجاست سے پاک رکھنے کے ساتھ ساتھ میل کچیل وغیرہ سے بھی صاف رکھنا چاہیے۔ نیز اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو بھی درست رکھیں۔ ناخن بھی زیادہ نہ بڑھنے دیں کہ ان میں میل کچیل بھر جاتا ہے اور وہ کھانا وغیرہ کھانے میں پیٹ کے اندر پہنچتا ہے جس کے سبب طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نیز بغل و زیرِ ناف کے بال بھی صاف کرتے رہنا چاہیے۔ رہا باطن کی صفائی کا معاملہ تو اپنے باطن کو بھی کینۂ مسلم، غرور و تکبر، بغض و حسد، وغیرہ وغیرہ رذائل سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے۔ باطن کی صفائی کے لئے اچھی صحبت بے حد ضروری ہے۔ ظاہری صفائی یعنی ناخن، موئے بغل وغیرہ کی صفائی کے متعلق مدنی پھول ملاحظہ ہوں۔

چالیس دن کے اندر اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں، مونچھیں اور ناخن

تراشنا، **بغل کے بال اکھاڑنا اور موئے زیرِ ناف مُونڈنا۔** حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیرِ ناف مُونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فی خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۸، ص ۱۵۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیثِ بالا سے پتا چلا کہ چالیس دن کے اندر اندر یہ کام ضرور کر لینا چاہیے۔ ہفتہ میں ایک بار نہانا اور بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیرِ ناف دور کرنا مستحب ہے۔ پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زیادہ گزار دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶) **پیارے اسلامی بھائیو!** ہو سکے تو ہر جمعہ کو یہ کام کر ہی لینے چاہئیں کیونکہ ایک حدیثِ مبارک میں ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔

(شعب الایمان، باب فی الطھارات، فصل الوضوء، الحدیث ۲۷۶۳، ج ۳، ص ۲۴)

ہاتھوں کے ناخن تراشنے کا طریقہ:

ہاتھوں کے ناخن تراشنے کے دو طریقے یہاں بیان کئے جاتے ہیں ان دونوں میں سے آپ جس طریقے پر بھی عمل کریں گے ان شآءاللہ عزوجل سنت کا ثواب پائیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کبھی ایک پر عمل کر لیں کبھی دوسرے پر۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا۔ چنانچہ ذیل میں دونوں طریقے پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم

سے ناخن کاٹنے کی یہ سنت منقول ہے کہ سب سے پہلے سیدھے ہاتھ کی چھنگلیا، پھر بیچ والی، پھر انگوٹھا، پھر منجھلی (یعنی چھنگلیا کے برابر والی) پھر شہادت کی انگلی۔ اب بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا، پھر بیچ والی، پھر چھنگلیا، پھر شہادت کی انگلی، پھر منجھلی۔ یعنی سیدھے ہاتھ کے ناخن چھنگلیا سے کاٹنا شروع کریں اور الٹے ہاتھ کے ناخن انگوٹھے سے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۵)

(۲) دوسرا طریقہ آسان ہے اور یہ بھی ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کر کے ترتیب وار چھنگلیا سمیت ناخن تراشیں مگر انگوٹھا چھوڑ دیں۔ اب الٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کر کے ترتیب وار انگوٹھے سمیت ناخن تراش لیں۔ اب آخر میں سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا جو باقی تھا اس کا ناخن بھی کاٹ لیں۔ اس طرح سیدھے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور سیدھے ہی ہاتھ پر ختم۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

پاؤں کے ناخن کاٹنے کا طریقہ:

بہارِ شریعت میں "دُرِّ مختار" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پاؤں کے ناخن تراشنے کی کوئی ترتیب منقول نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ وضو میں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اُسی ترتیب کے مطابق پاؤں کے ناخن کاٹ لیں۔ یعنی سیدھے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے ترتیب وار انگوٹھے سمیت ناخن تراش لیں پھر الٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا سمیت ناخن کاٹ لیں۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

(۳) دانت سے ناخن نہیں کاٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس سے مرض برص پیدا

ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ معاذ اللہ عزوجل (ردالمحتار مع درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۸)

(۴) **لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں۔** یعنی ان پر شیطان بیٹھتا ہے۔

(کیمیائے سعادت، اصل دوم درطہارت، ج۱، ص۱۶۸)

(۵) **ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دفن کر دینا چاہئیں۔** بیت الخلا یا غسل خانہ میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۶۸)

(۶) **ناخن تراش لینے کے بعد انگلیوں کے پورے دھو لینے چاہئیں۔**

(۷) **بغل کے بالوں کو اُکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا گناہ بھی نہیں۔**

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۱)

(۸) **ناک کے بال نہ اُکھاڑیں کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوجانے کا خوف ہے۔**

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان والحصا...الخ، ج۵، ص۳۵۸)

(۹) **گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے۔** (درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۰) یعنی جب کہ سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں۔ ہاں اگر پورے سر کے بال مونڈائیں تو اس کے ساتھ گردن کے بھی مونڈا دیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۲۹۶۹، ج۲، ص۱۸۷)

(۱۰) **اَبرو کے بال اگر بڑے ہوجائیں تو ان کو ترشوا سکتے ہیں۔**

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۷۰)

(۱۱) **داڑھی کا خط بنوانا جائز ہے۔** (ردالمحتار، ج۹، ص۶۷۱) **امامِ اہلسنّت**، مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 296 پر

لکھتے ہیں: ''داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں، یوں ہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں۔ یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جدا و ممتاز ہوتے ہیں۔ اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں، نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ، ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشویہ خلق و تقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔

(۱۲) ہاتھ، پاؤں اور پیٹ کے بال دور کرنا چاہیں تو منع نہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷)

(۱۳) سینہ اور پیٹھ کے بال کاٹنا یا مونڈنا اچھا نہیں۔ (المرجع السابق)

(۱۴) داڑھی بڑھانا سنن انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۷) **مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔** ''ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔'' (درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۷۱)

(۱۵) مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں۔ بعض اسلاف رحمہم اللہ (یعنی گزشتہ بزرگوں) کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان والخصا...الخ، ج ۵، ص ۳۵۸)

(۱۶) مرد کو چاہیے کہ موئے زیرِ ناف اُسترے وغیرہ سے مونڈ دے۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

(۱۷)اس کام کے لئے بال صفا پاؤڈر وغیرہ کا استعمال مرد وعورت دونوں کو جائز ہے۔(بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۱۹۷)

(۱۸)موئے زیرناف کوناف کے عین نیچے سے مونڈنا شروع کریں۔

(بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۱۹۷)

(۱۹) جنابت کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت میں) نہ کہیں کے بال مونڈیں نہ ہی ناخن تراشیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔(بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۱۹۷)

(۲۰) اسلامی بہنیں اپنے سر وغیرہ کے بال ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں غیر محرم کی نظر پڑے۔(بہارشریعت، حصہ۱۶،ص۸۱)

(۲۱) انسان کے بال (خواہ وہ جسم کے کسی بھی حصے کے ہوں) ناخن، حیض کا لتہ (یعنی وہ کپڑا جس سے حیض کا خون صاف کیا گیا ہو) اور انسانی خون ان چاروں چیزوں کو دفن کر دینے کا حکم ہے۔(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص۶۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں اپنے ظاہر و باطن دونوں کو صاف رکھنے کی توفیق عطا فرما اور اس معاملہ میں جو جو سنّتیں ہیں ان تمام سنتوں پر خوش دِلی سے عمل کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرما۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

دو دَرْد سنتوں کا پئے شاہِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُمت کے دل سے لذتِ فیشن نکال دو

(مغیلانِ مدینہ،ص۲۸)

زُلفیں رکھنے کی سنّتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارے پیارے مدنی آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنت کریمہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیشہ اپنے سر مبارک کے بال شریف پورے رکھے ۔کبھی نصف کان مبارک تک تو کبھی کان مبارک کی لوتک اور بعض اوقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گیسوشریف بڑھ جاتے تو مبارک شانوں کو جھوم جھوم کر چومنے لگتے۔

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

(حدائق بخشش)

(۱) چاہیں تو آدھے کانوں تک گیسو رکھئے کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینے والے آقا، شب اسراء کے دولہا، **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک آدھے مبارک کانوں تک تھے۔

(جامع الترمذی، الشمائل باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم الحدیث ۲۴ ص ۵۰۷)

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

(حدائق بخشش، ص ۸۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

چونکہ بال بڑھنے والی چیز ہے۔اس لئے جس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسا دیکھا وہی روایت کردیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصف کانوں تک دیکھا تو اسی کو روایت کیا اور جس نے اس سے زیادہ بڑے دیکھے اس نے اسی مقدار کو روایت کیا۔

(۲) **چاہیں تو پورے کانوں تک گیسو رکھیئے** کہ حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلطان مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا، دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے گیسو مبارک مقدس کانوں کو چومتے تھے۔

(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۳، ص ۱۷)

(۳) **چاہیں تو شانوں تک گیسو بڑھایئے** کہ امّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے سر اقدس پر جو بال مبارک ہوتے وہ کان مبارک کی لو سے ذرا نیچے ہوتے اور مبارک شانوں کو چومتے۔ (شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۲۵، ص ۳۵)

(۴) **سر کے بیچ میں سے مانگ نکالئے کہ سنت ہے۔** جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بہار شریعت** میں لکھتے ہیں ''بعض لوگ داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں، یہ سنت کے خلاف ہے۔ سنت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے۔ اور بعض لوگ مانگ نہیں نکالتے بلکہ بالوں کو سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے۔''

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اِن احادیث مبارکہ سے ہمیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیشہ اپنے سر اقدس پر پورے ہی بال رکھے ۔آجکل جو چھوٹے چھوٹے بال رکھے جاتے ہیں ،اس طرح کے بال رکھنا سنت نہیں ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! طرح طرح کی تراش خراش والے بال رکھنے کی بجائے ہمیں چاہئے کہ پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں اپنے سر پر آدھے کانوں تک ،کانوں کی لو تک یا اتنی بڑی زلفیں رکھیں کہ شانوں کو چھولیں ۔اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک دھاگہ لے کر آدھے کان سے یا ایک کان کی لو سے سر کے پچھلے حصے کی طرف سے دوسرے کان کے نصف تک یا دوسرے کان کی لو تک لے جائیں اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیں ،اب اس دھاگے سے نیچے جتنے بال آئیں وہ کٹوا دیجئے۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہم سب مسلمانوں کو خلافِ سنّت بال رکھنے اور رکھوانے کی سوچ سے نجات دے کر نبی پاک ، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری ،میٹھی میٹھی سنت زلفیں رکھنے والی ''مدنی سوچ'' عطا فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اپنے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں تیل ڈالتے، کنگھا کرتے، بیچ سر میں مانگ نکالتے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا: ''جس کے بال ہوں تو وہ ان کا اکرام کرے۔ (یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے)

(سنن ابوداوٗد، کتاب الترجل، باب فی اصلاح الشعر، الحدیث ۴۱۶۳، ج ۴، ص ۱۰۳)

چنانچہ اب تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کی سنتوں اور آداب کا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) مانگ سر کے بیچ میں نکالی جائے کہ سنت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۸)

(۲) سر میں تیل ڈالنے سے قبل ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ لینا چاہیے۔

(۳) سر میں تیل لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ کر الٹے ہاتھ کی ہتھیلی میں تھوڑا سا تیل ڈالیں، پھر پہلے سیدھی آنکھ کے ابرو پر تیل لگائیں پھر الٹی کے۔ اس کے بعد سیدھی آنکھ کی پلک پر، پھر الٹی پر۔ اب (پھر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ کر) سر میں تیل ڈالیں۔''

(ملخصاً شمائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، للامام النبہانی، الفصل الثالث فی متعلق شعرہ.....الخ، ص ۸۱)

(۳) جب بھی تیل لگائیں تو عمامہ کے نیچے سر بند باندھیئے۔ ہمارے سرکار ،مدینے کے تاجدار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے مزاج مبارک میں چونکہ بے حد نفاست تھی اسی لئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جب سر مبارک میں تیل لگاتے تو اپنے عمامہ مبارک اور اس کی ٹوپی شریف اور دیگر لباس کو تیل کے اثر سے بچانے کے لئے سر اقدس پر ایک کپڑا لپیٹ لیا کرتے۔ اور چونکہ تیل مبارک کا استعمال بہت زیادہ ہوتا اس لئے وہ مبارک کپڑا تیل شریف والا ہو جاتا۔

(شمائل المحمدیۃ، الحدیث ۳۲، ص ۴۰)

گزشتہ حدیث مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تیل ڈالنے کے بعد ٹوپی اور عمامہ کے نیچے کوئی کپڑا یا رومال رکھنا یا باندھنا سنت ہے۔ حضرت سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سر بند باندھنے کی سنت سے متعلق ''شمائل ترمذی'' میں ایک باب باندھا ہے۔

(۴) سر میں سرسوں کا تیل ڈالنے والا سر سے ٹوپی یا عمامہ اُتارتا ہے تو بعض اوقات بدبُو کا بھَپکا نکلتا ہے لہٰذا جس سے بن پڑے وہ عُمدہ خوشبودار تیل ڈالے خوشبودار تیل بنانے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ کھوپرے کے تیل کی شیشی میں اپنے پسندیدہ عِطر کے چند قطرے ڈال کر حل کر لیجئے۔ خوشبودار تیل تیّار رہے۔ سر کے بالوں کو وقتاً فوقتاً صابون سے دھوتے رہیئے۔

(۵) داڑھی میں اکثر غذائی اَجزاء اٹک جاتے ہیں، سونے میں بعض اوقات منہ کی بدبُودار رال بھی داخِل ہو جاتی ہے اور اِس طرح بدبُو آتی ہے لہٰذا مشورۃً عرض

ہے، کہ ہو سکے تو روزانہ ایک آدھ بار صابن سے داڑھی دھولی جائے۔

(۶) بعض اسلامی بھائی کافی بڑے سائز کا عمامہ شریف باندھنے کا جذبہ تو رکھتے ہیں مگر صفائی رکھنے میں کوتاہی کر جاتے ہیں اور یوں بسا اوقات لاشعوری میں مسجِد کے اندر ''بدبُو'' پھیلانے کے جُرم میں پھنس جاتے ہیں۔ لہٰذا مَدَنی اِلتجاء ہے کہ عمامہ، سر بند شریف اور چادر استعمال کرنے والے اسلامی بھائی حتَّی الامکان ہر ہفتے اور موسِم کے اعتِبار سے یا ضَرورتاً مزید جلدی جلدی انہیں دھونے کی ترکیب بنائیں۔ ورنہ مَیل کُچیل، پسینہ اور تَیل وغیرہ کے سبب ان چیزوں میں بدبُو ہو جاتی ہے، اگرچہ خود کو محسوس نہیں ہوتی مگر دوسروں کو بدبُو کے سبب کافی گھن آتی ہے، خود کو اس لئے پتا نہیں چلتا کہ جس کے پاس مُستَقِلاً کوئی مخصوص خوشبو یا بدبُو ہو اِس سے اُس کی ناک اَٹ جاتی ہے۔

(۷) جن اسلامی بھائیوں کے سر پر بال ہوں ان کو چاہیے کہ ان میں کنگھا کیا کریں۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے میں نے عرض کی کہ میرے سر پر پورے بال ہیں، میں ان کو کنگھا کیا کروں؟ تو آقائے مدینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اور ان کا اکرام کرو۔'' لہٰذا حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میٹھے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے کبھی کبھی تو دن میں دو دو مرتبہ بھی تیل لگایا کرتے۔ (مؤطا امام مالک، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحدیث ۱۸۱۸، ج۲، ص۴۳۵)

(۸) بال بکھرے ہوئے نہ رکھیں۔ حضرت سیدنا عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ تاجدار دو عالم، شاہ بنی آدم، رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہمارے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے اس کی طرف اس انداز پر اشارہ کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم اس کو بال درست کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ وہ شخص بال درست کر کے واپس آیا، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔''

(مؤطا امام مالک، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحدیث، ۱۸۱۹، ج ۲، ص ۴۳۵)

میٹھے اسلامی بھائیو! مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں سر اور داڑھی کے بالوں کو بکھرا ہوا اور بے ترتیب چھوڑنا ناپسندیدہ بتایا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ بالوں کا اکرام کیا کرو یعنی ان کو تیل اور کنگھی کے ذریعے درست رکھا کرو۔ بلکہ بیان کی گئی آخری حدیث پاک میں تو بکھرے ہوئے بال رکھنے والے کو شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے لباس کو پاک وصاف رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے داڑھی اور سر کے بالوں کو بھی درست رکھا کریں۔ بہر حال ہمارا حلیہ سنتوں کے سانچے میں ڈھل کر ایسا ستھرا اور نکھرا ہوا ہونا چاہیے کہ لوگ ہمیں دیکھ کر ہم سے گھن نہ کریں بلکہ ہماری طرف مائل ہوں۔

مری ہر ہر ادا سے یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم سنت جھلکتی ہو
جدھر جاؤں شہا صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم خوشبو وہاں تیری مہکتی ہو

(۹) کنگھا کرتے وقت سیدھی طرف سے ابتداء کیجئے کہ ہمارے پیارے

آقا، مدینے والے مصطفےٰ، شب اسرا کے دولہا، شافع روز جزا، سلطان انبیاء، محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر تکریم والا کام سیدھی طرف سے شروع فرماتے جیسا کہ ''ترمذی شریف'' میں ہے کہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دائیں جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے اور اسی طرح کنگھا بھی سیدھی طرف سے ہی کرتے، نیز نعلین شریفین بھی جب پہننے کا ارادہ فرماتے تو پہلے سیدھا قدم محترم نعل شریف میں داخل فرماتے۔

(جامع الترمذی، الشمائل باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ، الحدیث ۳۴، ج ۵، ص ۵۰۹)

میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سیدھی طرف سے وضو کرنا پسند فرماتے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وضو کرتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ مبارک دھوتے پھر بایاں۔ اسی طرح پاؤں مبارک دھوتے وقت بھی یہی ترتیب ملحوظ رکھا کرتے۔ نیز اس حدیث پاک میں کنگھا اور نعلین شریفین کے بارے میں بھی سیدھی ہی جانب سے شروع کرنا منقول ہوا۔ یعنی سر اقدس اور داڑھی مبارک میں جب کنگھا فرماتے تو پہلے سیدھی جانب سے شروع کرتے، پھر بائیں جانب۔ نیز نعلین شریفین پہنتے وقت بھی پہلے سیدھے قدم مبارک کو نعل پاک میں داخل فرماتے پھر بائیں قدم مکرم کو۔ صرف ان تین کاموں ہی کی تخصیص نہیں، جتنے بھی تکریم کے کام ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدھی جانب سے ہی شروع کرنا پسند فرماتے۔ چنانچہ لباس پہننا، مسجد میں داخل ہونا، سر اور مونچھ وغیرہ کے بال تراشنا، مسواک کرنا، ناخن کاٹنا، آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، کسی کو کوئی چیز دینا یا کسی سے لینا، کھانا پینا وغیرہ وغیرہ کام سیدھے ہاتھ سے سیدھی جانب سے کرنے چاہئیں۔

(۱۰) سرکارِمدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ریش مبارک میں کنگھا کرتے وقت آئینے میں اپنا روئے انور ملاحظہ فرماتے اور جب آئینہ میں اپنا چہرہ مبارک دیکھتے تواس طرح دعا کرتے۔ ''اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ'' ترجمہ: اے اللہ عزوجل! تو نے میری صورت تو اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے کردے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث ۲۴۴۴۶، ج۹، ص۳۳۹)

یقیناً یہ دعا اپنے غلاموں کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ اپنے اخلاق کی اصلاح کے لئے دعا کرتے رہا کریں، ورنہ ہمارے سرکارِ عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے تو کیا کہنے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے حسنِ اخلاق کے تو قرآن مجید میں چرچے ہیں۔ چنانچہ پ۲۹، سورۃ القلم، آیت نمبر۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ0 ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خُو بُو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔ (پ۲۹، القلم۴)

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا ترى خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا! تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(حدائق بخشش، ص۶۲)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں سنت کے مطابق اپنے سر اور داڑھی میں تیل لگانے اور کنگھا کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

زینت کی سنّتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں بے حد نفاست تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صفائی اور پاکیزگی کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ اسی ضمن میں گزشتہ صفحات میں ناخن و مونچھیں تراشنے، سر اور داڑھی شریف میں تیل لگانے اور کنگھا کرنے کی سنّتیں اور آداب پیش کیے گئے۔ اب اسی ضمن میں ''**زینت کی سنّتیں اور آداب**'' بیان کیے جاتے ہیں تاکہ ہمارے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو معلوم ہو کہ کون سی زینت بمطابق سنت ہے اور کون سی زینت سنت کا دائرہ توڑ کر فرنگی فیشن کے اندھیرے گڑھے میں جا پڑتی اور دنیا اور آخرت کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

(۱) انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے، یہ حرام ہے۔ حدیث مبارک میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت آئی جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں انسانی بالوں کی چوٹی گوندھی۔

(درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی النظرِ والمس، ج۹، ص۶۱۴ تا ۶۱۵)

(۲) اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اس عورت کے اپنے بال ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز ہے۔ (درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۶۱۴ تا ۶۱۵)

(۳) اُون یا سیاہ دھاگے کی چوٹی اسلامی بہنوں کو سر میں لگانا جائز ہے۔

(درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی النظرِ والمس، ج۹،ص۶۱۴ تا ۶۱۵)

(۴) لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹،ص۵۹۸)

(۵) بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور بالی وغیرہ پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹،ص۵۹۸ ملخصاً)

(۶) عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے۔ چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا' ناجائز ہے، بچیوں کو مہندی لگانے میں حرج نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹،ص۵۹۹ ملتقطاً)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینے کے تاجدار، سرکار ابد قرار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک مُخَنَّث (یعنی ہیجڑا) حاضر کیا گیا جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے؟) لوگوں نے عرض کی، یہ عورتوں کی نقل کرتا ہے۔ ہمارے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم فرمایا: ''کہ اسے شہر بدر کردو۔ لہٰذا اس کو شہر بدر کر دیا گیا، مدینہ منورہ سے نکال کر ''نَقِیع'' کو بھیج دیا گیا۔

(سننِ ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی الحکم فی المخنثین، الحدیث ۴۹۲۸، ج۴،ص ۳۶۸)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ مُخَنَّث نے عورتوں کی نقل کی یعنی ہاتھ پاؤں میں مہندی لگائی تو ہمارے مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے کس قدر ناراض ہوئے کہ اسے شہر بدر کر دیا۔ اس مبارک حدیث سے ہمارے وہ بھائی

درس حاصل کریں جو شادی یا عیدین وغیرہ کے مواقع پر اپنے ہاتھوں یا انگلیوں پر مہندی لگا لیا کرتے ہیں۔اور ہاں ! جس طرح مردوں کو عورتوں کی نقل جائز نہیں اسی طرح عورتیں بھی مردوں کی نقل نہیں کرسکتیں۔جیسا کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنائیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی صورت بنائیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث ۲۲۶۳، ج۱ص ۵۴۰)

(۷) جاندار کی تصاویر والے لباس ہرگز نہ پہنا کریں نہ ہی جانوروں یا انسانوں کی تصاویر والے اسٹیکرز اپنے کپڑوں پر لگائیں، نہ ہی گھروں میں آویزاں کریں۔

(۸) اپنے بچوں کو ایسے ''بابا سوٹ'' نہ پہنائیں جن پر جانوروں اور انسانوں کے فوٹو بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۹) خواتین اپنے شوہر کے لئے جائز اشیاء کے ذریعے، مگر گھر کی چار دیواری میں زینت کریں لیکن میک اپ کر کے اور بن سنور کے گھر سے باہر نہ نکلا کریں کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا : '' عورت پوری کی پوری عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے جب کوئی عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب (۱۸)، الحدیث ۱۱۷۶، ج۲،ص ۳۹۲)

(۱۰) ننگے سر پھرنا سنت نہیں ہے۔ لہٰذا اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنے سر پر عمامہ شریف کا تاج سجائے رکھیں کہ یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

نہایت ہی میٹھی سنت ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۵۵)

میٹھے اسلامی بھائیو اور بہنو! بس زینت وہی کیجئے جس کی شریعت مطہرہ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ہرگز ہرگز فرنگی فیشن نہ اپنائیے جس سے اللہ عزوجل کا قہر و غضب جوش پر آئے۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں فرنگی فیشن کی آفت سے چھڑا کر اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی سنتوں کا دیوانہ بنادے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تین فرامینِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم

...... ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔'' (''صحيح البخاري''، الحديث: ۷۱، ص۸)

...... ''جو شخص طلبِ علم میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا ضامن ہے۔'' (''تاريخ بغداد''، رقم: ۱۵۳۵، ج۳، ص۳۹۷)

...... ''عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کے لیے دو گناہ، عالم پر وبال صرف گناہ کرنے کا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا (علمِ دین) نہ سیکھنے کا۔''

(''الفردوس بمأثور الخطاب''، الحديث: ۳۱۶۵، ج۲، ص۲۴۸، و''الجامع الصغير'' للسيوطي، الحديث ۴۳۳۵، ص ۲۶۴)

خوشبو لگانا سنت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارے میٹھے میٹھے سرکار، مدینے کے تاجدار، دوعالم کے مختار، شفیع روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو خوشبو بے حد پسند ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہر وقت معطر معطر رہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم خوشبو کا بہت استعمال فرمایا کرتے تھے تا کہ غلام بھی ادائے سنت کی نیت سے خوشبو لگایا کریں ورنہ اس بات میں کس کو شک وشبہ ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا وجودِ مسعود تو قدرتی طور پر خود ہی مہکتا رہتا اور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا مبارک پسینہ بذاتِ خود کائنات کی سب سے بہترین خوشبو ہے۔

مشک وعنبر کیا کروں؟ اے دوست خوشبو کے لئے
مجھ کو سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا پسینہ چاہیے

حضرتِ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میٹھے میٹھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنا دستِ پُر انوار میرے چہرہ پر پھیرا میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی خوشبودار ہوا کی طرح پایا جو کسی عطر فروش کے عطر دان سے نکلتی ہے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم، الفصل الرابع فی صفۃ عرقہ.....الخ، ص ۸۵)

عمدہ قسم کی خوشبو لگانا سنت ہے:

میٹھے اسلامی بھائیو! ''شمائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم'' میں ہے کہ ہمارے

مدینے والے آقا، مہکنے اور مہکانے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو عمدہ اور بہترین قسم کی خوشبو بہت پسند تھی اور ناخوشگوار بو یعنی بد بو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ناپسند فرماتے ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ عمدہ خوشبو استعمال کرتے اور اسی کی دوسرے لوگوں کو بھی تلقین فرماتے ۔'' حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے معطر معطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک خاص قسم کی خوشبو تھی جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم استعمال فرماتے ۔''

(المرجع السابق، الفصل الخامس فی صفۃ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۸۷)

سر میں خوشبو لگانا سنت ہے:

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ''مشک'' سر اقدس کے مقدس بالوں اور داڑھی مبارک میں لگاتے۔(المرجع السابق)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میں اپنے سرتاج، ماہ نبوت، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو نہایت عمدہ سے عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں پاتی ۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الطیب فی الرأس واللحیۃ، الحدیث ۵۹۲۳، ج ۴، ص ۸۱)

ائیر فریشنر:

میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبو لگانا سنت ہے۔مگر یہ خیال رکھیں کہ سر اور داڑھی میں صرف دیسی خوشبو استعمال کریں۔ بدقسمتی سے آجکل دیسی خوشبوجات کا ملنا بے حد دشوار ہوگیا ہے۔اب عموماً عطریات کیمیکلز سے بنائے جاتے ہیں۔ ان کا لباس میں استعمال کرنا جائز تو ہے مگر سر اور داڑھی

میں لگانا نقصان دہ ہے آج کل ''ائیر فریشنر'' کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے ان کا چھڑکاؤ خاص طور پر ان کمروں میں کیا جاتا ہے جو بند رہتے ہیں اس سے وقتی طور پر کمرے میں خوشبو تو ہوجاتی ہے مگر اس کے کیمیاوی مادے فضا میں پھیل جاتے ہیں جو سانس کے ساتھ پھیپھڑوں میں داخل ہوکر صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ایک طبی تحقیق کے مطابق ''ائیر فریشنر'' کے استعمال سے چمڑی کا کینسر ہوجاتا ہے۔ چند لمحوں کی خوشبو کے حصول کی خاطر اتنا بڑا خطرہ مول لینا عقلمندی نہیں۔لہٰذا ''ائیر فریشنر'' کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

خوشبو کا تحفہ :

''شمائل ترمذی'' میں ہے کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیوں کے سردار، ہمارے معطر معطر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جب خوشبو تحفۃً پیش کی جاتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم رد نہ فرماتے۔

(جامع الترمذی، الشمائل، باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، الحدیث ۲۱۶، ج ۵، ص ۵۴۰)

''شمائل ترمذی'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ تین چیزیں واپس نہیں لوٹانی چاہئیں (۱) تکیہ (۲) خوشبو وتیل اور (۳) دودھ۔

(المرجع السابق، الحدیث ۲۱۷)

میٹھے اسلامی بھائیو! خوشبو، تکیہ اور دودھ (اور ان میں تمام کم قیمت کی چیزیں شامل ہیں) کا ہدیہ قبول کرنے کی حکمت محدثین کرام رحمہم اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عموماً یہ چیزیں اتنی

قیمتی نہیں ہوتیں اور ظاہر ہے جو سستی چیز ہوتی ہے وہ دینے والے کے لئے زیادہ بوجھ ثابت نہیں ہوتی اور قبول نہ کرنے پر دینے والے کا دل ٹوٹنے کا اندیشہ بھی رہتا ہے۔ اور چونکہ ہمارے مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کسی کا دل توڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہمیں کوئی خوشبو یا سستی چیز تحفۃً پیش کرے تو اسے سنت سمجھ کر قبول کر لینا چاہیے۔ اگر کوئی قیمتی چیز پیش کرے تو اسے بھی قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر غور کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کہیں مروت وغیرہ میں تو نہیں دے رہا کہ یہ دینا بعد میں خود اسی پر بار پڑ جائے۔

کون کیسی خوشبو استعمال کرے؟

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجآء فی طیب الرجال والنساء، الحدیث ۲۷۹۶، ج۴، ص۳۶۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مردوں کو اپنے لباس پر ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے جس کی خوشبو پھیلے مگر رنگ کے دھبے وغیرہ نظر نہ آئیں، جیسا کہ گلاب، کیوڑہ، صندل اور اسی قسم کے بے رنگ عطریات۔ عورتوں کے لئے مہک کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ خوشبو اجنبی مردوں تک پہنچے، اگر وہ گھر میں عطر لگائیں جس کی خوشبو خاوند یا اولاد، ماں باپ تک ہی پہنچے تو حرج نہیں۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج۶، ص۱۱۳)

معلوم ہوا کہ اسلامی بہنوں کو ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیے جس کی خوشبو اُڑ کر غیر

مردوں تک پہنچ جائے۔ اسلامی بہنیں حدیث ذیل سے عبرت حاصل کریں۔ چنانچہ:

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجآء فی کراھیۃ خروج المرأۃ متعطرۃ، الحدیث ۲۷۹۵، ج۴، ص۳۶۱)

خوشبو کی دھونی لینا:

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی کبھی خالص عود (یعنی اگر) کی دھونی لیتے ۔ یعنی عود کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور فرمایا کہ میٹھے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ، باستعمال المسک وانہ....الخ، الحدیث ۲۲۵۴، ص۱۲۳۷)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں ہمارے پیارے سرکار، مہکے مہکے مدینے کے میٹھے میٹھے غمخوار، دوعالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے صدقے میں مدینہ منورہ کی معطر معطر فضاؤں اور معنبر معنبر ہواؤں میں سانس لینے کی سعادت نصیب فرما اور پھر انہیں معطر معطر فضاؤں میں معطر معطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے جلووں میں عافیت کیساتھ ایمان پر موت نصیب فرما اور جنت البقیع کی مہکی مہکی سرزمین میں مدفن نصیب فرما۔

ٹوٹ جائے دم مدینے میں مرا یارب بقیع کاش! ہو جائے میسر سبز گنبد دیکھ کر

(مغیلانِ مدینہ، ص۹۹)

خوشبو لگانے کی 47 نیّتیں

(از شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: **مسلمان کی نیّت اسکے عمل سے بہتر ہے۔**

(المعجم الکبیر للطَبَرانی حدیث ۵۹۴۲ ج ۶ ص ۱۸۵)

(۱) سنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے اس لئے خوشبو لگاؤں گا (۲) لگانے سے قبل بسم اللہ (۳) لگاتے ہوئے دُرُود شریف اور (٤) لگانے کے بعد ادائے شکرِ نعمت کی نیّت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہوں گا (۵) ملائکہ اور (٦) مسلمانوں کو فرحت پہنچاؤں گا (۷) عقل بڑھے گی تو احکامِ شرعی یاد کرنے اور سنّتیں سیکھنے پر قوّت حاصل کروں گا، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: عمدہ خوشبو لگانے سے عقل بڑھتی ہے (۸) لباس وغیرہ سے بدبو دُور کر کے مسلمانوں کو غیبت کے گناہوں سے بچاؤں گا (کیونکہ بلا اجازتِ شَرعی کسی مسلمان کے بارے میں پیچھے سے مَثَلاً اس طرح سے کہنا کہ ''اِس کے لباس یا ہاتھوں یا مُنہ سے بدبو آرہی تھی،'' غیبت ہے) (۹) موقع کی مُناسبَت سے یہ نیّتیں بھی کی جاسکتی ہیں مَثَلاً (۱۰) نَماز کیلئے زینت حاصل کروں گا (۱۱) مسجِد (۱۲) نَمازِ تہجّد (۱۳) جُمعہ (۱٤) پیر شریف (۱۵) رَمَضانُ المُبارَک (۱٦) عیدُ الفطر (۱۷) عیدُ الاَضحیٰ (۱۸) شبِ مِیلاد (۱۹) عیدِ مِیلادُ النَّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (۲۰) جُلوسِ میلاد (۲۱) شبِ مِعراجُ النَّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (۲۲) شبِ براَءت (۲۳) گیارھویں شریف (۲٤) یومِ رضا (۲۵) درسِ قران و (۲٦) حدیث (۲۷) تِلاوت (۲۸) اَوراد و وظائف (۲۹) دُرُود شریف (۳۰) دینی کتاب کا مُطالَعہ (۳۱) تدریسِ علمِ دین (۳۲) تعلیمِ علمِ دین (۳۳) فتویٰ نویسی (۳٤) دینی کُتُب کی

تصنیف وتالیف **(۳۵)** سُنّتوں بھرے اجتماع **(۳۶)** واجتماعِ ذکرونعت **(۳۷)** قراٰن خوانی **(۳۸)** درسِ فیضانِ سنّت **(۳۹)** عَلاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت **(۴۰)** سُنّتوں بھرابیان کرتے وَقت **(۴۱)** عالم **(۴۲)** ماں **(۴۳)** باپ **(۴۴)** مومنِ صالح **(۴۵)** پیرصاحِب **(۴۶)** موئے مبارک کی زیارت اور **(۴۷)** مزارشریف کی حاضِری کے مواقع پر بھی تعظیم کی نیّت سے خوشبولگائی جاسکتی ہے۔

جتنی اچّھی اچّھی نیّتیں کریں گے اُتنا ہی زیادہ ثواب ملیگا۔ جبکہ نیّت کا موقع بھی ہواور وہ نیّت شرعاً دُرُست بھی ہو۔ زیادہ یاد نہ بھی رہیں تو کم از کم دو تین نیّتیں کر ہی لینی چاہئیں۔

کھانے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

کھانا اللہ تعالیٰ کی بہت لذیذ نعمت ہے۔ اگر سنتِ احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے مطابق کھانا کھایا جائے تو ہمیں پیٹ بھرنے کے ساتھ ساتھ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ سنت کے مطابق کھانا کھانے کی عادت ڈالیں۔ کھانا کھانے کی کچھ سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(۱) **ہر کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ پہنچوں تک دھولیں۔** حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں برکت زیادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے تب بھی وضو کرے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب الوضوء عند الطعام، الحدیث ۳۲۶۰، ج ۴، ص ۹)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: اس (یعنی کھانے کے وضو) کے معنی ہیں ہاتھ و منہ کی صفائی کرنا کہ ہاتھ دھونا کلی کر لینا۔ (مرأۃ المناجیح، ج ۶، ص ۳۲)

(۲) **جب بھی کھانا کھائیں تو** الٹا پاؤں بچھا دیں اور سیدھا کھڑا رکھیں یا سرین پر بیٹھ جائیں اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹)

(۳) **کھانے سے پہلے جوتے اتارلیں۔** حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: ''کھانا کھانے بیٹھو تو جوتے اتارلو، اس میں تمہارے لئے راحت ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، الفصل الثالث، الحدیث ۴۲۴۰، ج ۲، ص ۴۵۴)

(۴) کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: ''جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام...الخ، الحدیث ۲۰۱۷، ص ۱۱۱۶)

(۵) اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھ لیں۔ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ پہلے بسم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے ''بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔''

(سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب التسمیۃ علی الطعام، الحدیث ۳۷۶۷، ج ۳، ص ۴۸۷)

(۶) کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے تو اگر کھانے میں زہر بھی ہوگا تو ان شاءاللہ عزوجل اثر نہیں کرے گا، ''بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی۔ اے ہمیشہ سے زندہ وقائم رہنے والے۔'' (فردوس الاخبار بماثور الخطاب، الحدیث ۱۹۵۵، ج ۱، ص ۲۷۴)

(۷) **سیدھے ہاتھ سے کھائیں۔** حضورِ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو سیدھے ہاتھ سے پئے کہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشرب، الحدیث ۲۰۲۰، ص ۱۱۱۷)

(۸) **اپنے سامنے سے کھائیں۔** حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''ہر شخص برتن کی اسی جانب سے کھائے جو اس کے سامنے ہو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل ممایلیہ، الحدیث ۵۳۷۷، ج ۳، ص ۵۲۱)

حضرت سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ پیالے میں ادھر اُدھر حرکت کر رہا تھا (یعنی کبھی ایک طرف سے لقمہ اٹھایا کبھی دوسری طرف سے اور کبھی تیسری طرف سے لقمہ اٹھایا) جب اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے مجھے اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے سامنے سے کھایا کر، چنانچہ اس کے بعد سے میرے کھانے کا طریقہ یہی ہو گیا۔

(صحیح البخاری، باب التسمیۃ علی الطعام، ج ۳، الحدیث ۵۳۷۶)

(۹) **کھانے میں کسی قسم کا عیب نہ لگائیں** مثلاً یہ نہ کہیں کہ مزیدار نہیں، کچا رہ گیا ہے، پھیکا رہ گیا کیونکہ کھانے میں عیب نکالنا مکروہ وخلافِ سنت ہے بلکہ جی چاہے تو کھائیں ورنہ ہاتھ روک لیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نور کے

پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (صحیح البخاری، باب ماعاب النبی طعاماً، الحدیث ۵۴۰۹)

امام اہل سنت مجدِدِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **لکھتے ہیں:**

''کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہیے، مکروہ وخلاف سنت ہے۔ (سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی) عادت کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرمایا ورنہ نہیں اور پرائے گھر عیب نکالنا تو (اس میں) مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمالِ حرص و بے مروتی پر دلیل ہے۔ ''گھی کم ہے یا مزہ کا نہیں'' یہ عیب نکالنا ہے اور اگر کوئی شے اسے مضر (نقصان دیتی) ہے، اسے نہ کھانے کے عذر کے لئے اس کا اظہار کیا نہ (کہ) بطورِ طعن وعیب مثلاً اس میں مرچ زائد ہے میں اتنی مرچ کا عادی نہیں تو یہ عیب نکالنا نہیں اور اتنا بھی (اس وقت ہے کہ جب) بے تکلفی خاص کی جگہ ہو اور اس کے سبب دعوت کنندہ (یعنی میزبان) کو اَور تکلیف نہ کرنی پڑے مثلاً دو قسم کا سالن ہے، ایک میں مرچ زائد ہے اور یہ عادی نہیں تو اسے نہ کھائے اور وجہ پوچھی جائے بتا دے۔ اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے، اب اگر (یہ) نہیں کھاتا تو دعوت کنندہ (یعنی میزبان) کو اس کے لئے کچھ اور منگوانا پڑے گا، اُسے ندامت ہوگی اور تنگ دست ہے تو تکلیف ہوگی ایسی حالت میں مروت یہ ہے کہ صبر کرے اور کھائے اور اپنی اذیت ظاہر نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، ج۲۱، ص۶۵۲)

کھانے کی ''40'' نیتیں

(از شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ''مسلمان کی نیّت اسکے عمل سے بہتر ہے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

﴿۱، ۲﴾ کھانے سے قبل اور بعد کا وُضو کروں گا (یعنی ہاتھ، مُنہ کا اِگلا حصّہ دھوؤں گا اور کُلّیاں کروں گا) ﴿۳﴾ عبادت ﴿۴﴾ تِلاوت ﴿۵﴾ والدین کی خدمت ﴿۶﴾ تحصیلِ علمِ دین ﴿۷﴾ سنّتوں کی تربیّت کی خاطِر مَدَنی قافِلے میں سفر ﴿۸﴾ عَلاقائی دَورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت ﴿۹﴾ اُمورِ آخرت اور ﴿۱۰﴾ حسبِ ضَرورت کسبِ حلال کیلئے بھاگ دوڑ پرقوّت حاصِل کروں گا (یہ نیّتیں اُسی صورت میں مُفید ہوں گی جبکہ بھوک سے کم کھائے، خوب ڈٹ کر کھانے سے اُلٹا عبادت میں سُستی پیدا ہوتی گناہوں کی طرف رُجحان بڑھتا اور پیٹ کی خرابیاں جَنَم لیتی ہیں) ﴿۱۱﴾ زمین پر ﴿۱۲﴾ دستر خوان بچھانے کی سنّت ادا کر کے ﴿۱۳﴾ سنّت کے مطابِق بیٹھ کر ﴿۱۴﴾ کھانے سے قبل بسم اللہ اور ﴿۱۵﴾ دیگر دُعائیں پڑھ کر ﴿۱۶﴾ تین انگلیوں سے ﴿۱۷﴾ چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر ﴿۱۸﴾ اچھی طرح چبا کر کھاؤں گا ﴿۱۹﴾ ہر دو ایک لقمہ پر یا وَاجِدُ پڑھوں گا ﴿۲۰﴾ جو دانہ وغیرہ گر گیا اٹھا کر کھالوں گا ﴿۲۱﴾ روٹی کا ہر نوالہ سالن کے برتن کے اوپر کر کے توڑوں گا تا کہ روٹی کے ذرّات برتن ہی میں گریں ﴿۲۲﴾ ہڈّی اور گرم مصالحہ اچھی طرح صاف کرنے اور چاٹنے کے بعد پھینکوں گا ﴿۲۳﴾ بھوک سے کم کھاؤں گا ﴿۲۴﴾ آخر میں سنّت کی

ادائیگی کی نیّت سے برتن اور ﴿۲۵﴾ تین بار انگلیاں چاٹوں گا ﴿۲۶﴾ کھانے کے برتن دھوکر پی کر ایک غلام آزاد کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا (احیاء العلوم، ج۲،ص۷) ﴿۲۷﴾ جب تک دستر خوان نہ اُٹھالیا جائے اُس وقت تک بِلا ضَرورت نہیں اُٹھوں گا ﴿۲۸﴾ کھانے کے بعد مسنون دعائیں پڑھوں گا ﴿۲۹﴾ خِلال کروں گا۔

مل کر کھانے کی مزید نیّتیں

﴿۳۰﴾ دستر خوان پر اگر کوئی عالم یا بزرگ موجود ہوئے تو اُن سے پہلے کھانا شروع نہیں کروں گا ﴿۳۱﴾ مسلمانوں کے قرب کی بَرَکتیں حاصِل کروں گا ﴿۳۲﴾ ان کو بوٹی، کدّو شریف، کُھرچن اور پانی وغیرہ پیش کرکے اُن کا دل خوش کروں گا ﴿۳۳﴾ اُن کے سامنے مسکرا کر صدقہ کا ثواب کماؤں گا ﴿۳۴﴾ کھانے کی نیّتیں اور ﴿۳۵﴾ سنّتیں بتاؤں گا ﴿۳۶﴾ موقع ملا تو کھانے سے قبل اور ﴿۳۷﴾ بعد کی دعائیں پڑھاؤں گا ﴿۳۸﴾ غذا کا عمدہ حصّہ مَثَلاً بوٹی وغیرہ حرص سے بچتے ہوئے دوسروں کی خاطر ایثار کروں گا ﴿۳۹﴾ ان کو خلال کا تحفہ پیش کروں گا ﴿۴۰﴾ کھانے کے ہر ایک دو لقمہ پر ہوسکا تو اس نیّت کے ساتھ بلند آواز سے یَاوَاجِدُ کہوں گا کہ دوسروں کو بھی یاد آجائے۔

اللہ تعالٰی ہمیں سنت کے مطابق کھانا کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

پانی پینے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

پانی بیٹھ کر، اجالے میں دیکھ کر، سیدھے ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر اس طرح پئیں کہ ہر مرتبہ گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیں، پہلی اور دوسری بار ایک ایک گھونٹ پئیں اور تیسری سانس میں جتنا چاہیں پئیں۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''اونٹ کی طرح ایک ہی گھونٹ میں نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہا کرو۔'' (سنن ترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی التنفس فی الاناء، الحدیث ۱۸۹۲، ج ۳، ص ۳۵۲)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم پینے میں تین بار سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے: ''اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لئے مفید وخوش گوار ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب کراھۃ التنفس فی الاناء...الخ، الحدیث ۲۰۲۸، ج ۳، ص ۱۱۲۰)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الاشربۃ، الحدیث ۳۷۲۸، ج ۳، ص ۴۷۵)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ

راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب کراھۃ الشرب قائما، الحدیث ۲۰۲۴، ص ۱۱۱۹)

پانی پینے کی "15" نیتیں

(از: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

﴿۱﴾ عبادت ﴿۲﴾ تِلاوت ﴿۳﴾ والدین کی خدمت ﴿۴﴾ تحصیلِ علمِ دین ﴿۵﴾ سنّتوں کی تربیّت کی خاطِر مَدَنی قافلے میں سفر ﴿۶﴾ علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت ﴿۷﴾ اُمورِ آخرت اور ﴿۸﴾ حسبِ ضَرورت کسبِ حلال کیلئے بھاگ دوڑ پرقوّت حاصِل کروں گا۔ یہ نیّتیں اُسی وقت مُفید ہوں گی جب کہ فریزر یا برف کا خوب ٹھنڈا پانی نہ ہو کہ ایسا پانی مزید بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ ﴿۹﴾ بیٹھ کر ﴿۱۰﴾ بسم اللہ پڑھ کر ﴿۱۱﴾ اُجالے میں دیکھ کر ﴿۱۲﴾ چوس کر ﴿۱۳﴾ تین سانس میں پیوں گا ﴿۱۴﴾ پی چُکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کہوں گا ﴿۱۵﴾ بچا ہوا پانی نہیں پھینکوں گا۔

چائے پینے کی "6" نیتیں

(از: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی)

﴿۱﴾ بسم اللہ پڑھ کر پیوں گا ﴿۲﴾ سُستی اُڑا کر عبادت ﴿۳﴾ تلاوت ﴿۴﴾ دینی کتابت اور ﴿۵﴾ اسلامی مطالعہ پر قوت حاصل کروں گا ﴿۶﴾ پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کہوں گا۔

چلنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ مسلمان کی چال بھی امتیازی ہونی چاہیے۔ گریبان کھول کر، گلے میں زنجیر سجائے، سینہ تان کر، قدم پچھاڑتے ہوئے چلنا احمقوں اور مغروروں کی چال ہے۔ مسلمانوں کو درمیانہ اور پُر وقار طریقے پر چلنا چاہیے۔ چلنے کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(۱) اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو درمیانی رفتار سے راستے کے کنارے کنارے چلیں، نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نگاہیں آپ پر جم جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ بیمار محسوس ہوں۔

(۲) لفنگوں کی طرح گریبان کھول کر اکڑتے ہوئے ہرگز نہ چلیں کہ یہ احمقوں اور مغروروں کی چال ہے بلکہ نیچی نظریں کئے پُر وقار طریقے پر چلیں۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی ھدی الرجل، الحدیث ۴۸۶۳، ج ۴، ص ۳۴۹)

(۳) راہ چلنے میں پریشان نظری سے بچیں اور سڑک عبور کرتے وقت گاڑیوں

والی سمت دیکھ کر سڑک عبور کریں۔ اگر گاڑی آ رہی ہو تو بے تحاشا بھاگ نہ پڑیں بلکہ رک جائیں کہ اس میں حفاظت کا زیادہ امکان ہے۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق درمیانہ، تکبر سے بالکل پاک چال چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں راستے کے ایک طرف، اِدھر اُدھر جھانکے تاکے بغیر سر جھکا کر شریفانہ چال چلنے کی توفیق مرحمت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

لوگوں سے سوال نہ کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا ثَوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا:

((مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَاَ تَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ .))

یعنی ''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔

("سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب كراهية المسألة، الحديث: ١٦٤٣، ص١٣٤٦.)

بیٹھنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارا اٹھنا بیٹھنا بھی سنّت کے مطابق ہونا چاہیئے ۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اکثر قبلہ شریف کی طرف روئے انور کر کے بیٹھا کرتے تھے۔ زہے نصیب ہم بھی کبھی کبھی قبلہ رو ہو کر بیٹھیں تو کبھی مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں کہ یہ بھی بہت بڑی سعادت ہے کاش! مدینہ پاک کی طرف رخ کر کے بیٹھتے وقت یہ تصور بھی بندھ جائے اور زبان حال سے یہ اظہار ہونے لگے۔

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے جو رخ تیرا ادھر ہے ﷺ

بیٹھنے کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(۱) سرین زمین پر رکھیں اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں اور ایک ہاتھ سے دوسرے کو پکڑ لیں، اس طرح بیٹھنا سنت ہے (لیکن اس دوران گھٹنوں پر کوئی چادر وغیرہ اوڑھ لینا بہتر ہے۔) (مراۃ المناجیح، ج۶ص۳۷۸)

(۲) چار زانو (یعنی پالتی مار کر) بیٹھنا بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم **سے ثابت ہے۔**

(۳) جہاں کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر

سے سایہ رخصت ہوجائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہیے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔"

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی الجلوس بین الظل والشّمس، الحدیث ۴۸۲۱، ج ۴، ص ۳۴۴)

(۴) **قبلہ رخ ہوکر بیٹھیں۔** (رسائل عطاریہ، حصہ ۲، ص ۲۲۹)

(۵) **بزرگوں کی نشست** پر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے۔**امام اہل سنت مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: پیر واستاذ کی نشست پر انکی غیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج ۲۴، ص ۳۶۹ ، ۴۲۴)

(۶) کوشش کریں کہ اٹھتے بیٹھتے وقت **بزرگان دین کی طرف پیٹھ** نہ ہونے پائے اور پاؤں تو ان کی طرف نہ ہی کریں۔

(۷) جب کبھی اجتماع یا مجلس میں آئیں تو **لوگوں کو پھلانگ** کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

(۸) جب **بیٹھیں تو جوتے اتار لیں** آپ کے قدم آرام پائیں گے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۴۵۵، ص ۴۰)

(۹) **مجلس سے فارغ ہوکر یہ دعا تین بار پڑھ لیں** تو گناہ معاف ہوجائیں گے۔اور جو اسلامی بھائی مجلسِ خیر ومجلسِ ذکر میں پڑھے تو اس کیلئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔وہ دعا یہ ہے: "**سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ**" ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری

طرف توبہ کرتا ہوں۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، الحدیث ۴۸۵۷، ج۴، ص ۳۴۷)

(۱۰) جب کوئی عالم با عمل یا متقی شخص یا سید صاحب یا والدین آئیں تو **تعظیماً کھڑے ہوجانا ثواب ہے۔** حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: بزرگوں کی آمد پر یہ دونوں کام یعنی تعظیمی قیام اور استقبال جائز بلکہ سنتِ صحابہ ہے بلکہ حضور کی سنّت قولی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۶، ص ۳۷۰)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں اٹھنے بیٹھنے کی سنّتوں اور آداب پر عمل پیرا ہونے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

لباس پہننے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ عزوجل کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں لباس کی دولت عطا کی۔ لباس سے ہم سردی، گرمی کے اثرات سے اپنی حفاظت کر سکتے ہیں، یہ لباس ہماری زینت کا سبب بھی ہے اور سببِ وقار بھی ہے۔ ہر قوم کا جدا جدا لباس ہوتا ہے، مگر مسلمان کا لباس سب سے ممتاز ہے۔ لباس کی چند سنّتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(۱) سفید لباس ہر لباس سے بہتر ہے اور سرکار مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو پسند فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''سفید لباس پہنو کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہے اور اپنے مردوں کو بھی اسی میں کفناؤ۔''

(سنن ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی لبس البیاض، الحدیث ۲۸۱۹، ج ۴، ص ۳۷۰)

(۲) جب کپڑا پہننے لگیں تو یہ دعا پڑھیں، اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ''

ترجمہ: اللہ عزوجل کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری قوت و طاقت کے مجھے یہ عطا کیا۔ (المستدرک، کتاب اللباس، باب الدعاء عند فراغ الطعام، الحدیث ۷۴۸۶، ج ۵، ص ۲۷۰)

(۳) پہنتے وقت سیدھی طرف سے شروع کریں مثلاً جب کرتا پہنیں تو پہلے سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کریں پھر الٹی میں، اسی طرح پاجامہ میں پہلے سیدھے

پائنچے میں سیدھا پاؤں داخل کریں اور جب اتارنے لگیں تو اس کے برعکس کریں یعنی الٹی طرف سے شروع کریں ۔حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ،فیض گنجینہ،راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم جب کرتا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع فرماتے ۔(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس ، باب ماجاء فی الانتعال، الحدیث ۴۱۴۱،ج ۴،ص ۹۶)

(۴) پہلے کرتا پہنیں پھر پاجامہ۔

(۵) عمامہ باندھنے کی عادت ڈالئے کہ حضرت سیدنا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب ،دانائے غیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا:''عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملے) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔'' (کنز العمال، کتاب المعیشۃ ،الحدیث ۴۱۱۳۲، ج ۸،ص ۱۳۳)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں ۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، باب العمائم ،الحدیث ۴۱۱۳۰ ج ۱۵،ص ۳۳)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل ! ہمیں فیشن والے لباس سے بچا اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق لباس پہننے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جوتا پہننے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

نعلین پہننا سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ جوتے پہننے سے کنکر، کانٹے وغیرہ چبھنے سے پاؤں کی حفاظت رہتی ہے۔ نیز موسم سرما میں سردی سے بھی پاؤں محفوظ رہتے ہیں اور گرمیوں میں دھوپ میں چلنے کے لئے جوتے نہایت ہی کار آمد ہیں۔ جوتا پہننے کی چند سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(۱) کسی بھی رنگ کا جوتا پہننا اگر چہ جائز ہے لیکن پیلے رنگ کے جوتے پہننا بہتر ہے کہ مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو پیلے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہوگی۔ (کشف الخفاء، الحدیث ۲۵۹۵، ج ۲، ص ۲۴۶)

(۲) پہلے سیدھا جوتا پہنیں پھر الٹا اور اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتاریں پھر سیدھا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''(کوئی شخص) جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس النعال وخلعہا، الحدیث ۳۶۱۶، ج ۴، ص ۱۶۶)

(۳) جب بیٹھیں تو جوتے اتار لینا سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ بیٹھے تو سنّت ہے کہ اپنے جوتے اتار لے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب اللباس، باب فی الانتعال، الحدیث ۴۱۳۸، ج ۴، ص ۹۵)

(۴) جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لیں تا کہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(۵) استعمالی جوتا الٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے ورنہ فقر و تنگ دستی کا اندیشہ ہے۔

(سنّی بہشتی زیور، حصہ ۵، ص ۶۰۱)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بدگمانی سے بچئے

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بدگمانی سے بچو بے شک بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایخطب علی خطبة اخیه، الحدیث ۵۱۴۳، ج ۳، ص ۴۴۶)

سونے جاگنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

نیند بھی ایک طرح کی **موت** ہے۔ جب بھی ہم سونے لگیں تو ہمیں ڈر جانا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھ ہی نہ کھلے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہی سوتے نہ رہ جائیں۔ لہٰذا روزانہ سونے سے پہلے بھی اپنے گناہوں سے توبہ کر لینی چاہئے۔ **پیارے اسلامی بھائیو!** اگر ہم **سنت کے مطابق** دعائیں وغیرہ پڑھ کر سوئیں تو ان شاء اللہ عزوجل ہمیں سونے کا بھی کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہو ہی جائے گا۔ اب **سونے اور جاگنے** کے بارے میں سنتیں اور آداب وغیرہ بیان کی جاتی ہیں:

(۱) **سونے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں** تا کہ کوئی موذی شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(۲) **سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا سنت ہے۔** اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

(۳) **الٹا یعنی پیٹ کے بل نہ سوئیں۔** حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النھی عن الاضطجاع علی الوجہ، الحدیث ۳۷۲۳، ج ۴، ص ۲۱۴)

(۴) **دائیں کروٹ لیٹنا سنت ہے۔** حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا سیدھا ہاتھ مبارک سیدھے رخسار شریف کے نیچے رکھ کر لیٹتے۔

(شمائل الترمذی، کتاب الشمائل، باب ماجاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۲۵۳، ج ۵، ص ۵۴۹)

(۵) **قرآن مجید** کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۹) ہاں اگر قرآن پاک اور مقدس طغرے وغیرہ اونچی جگہ ہوں تو اس سمت پاؤں کرنے میں مضایقہ نہیں (الفتاوی الھندیہ، ج ۵، ص ۳۲۲)۔

(۶) **کبھی چٹائی پر سوئیں تو کبھی بستر پر کبھی فرشِ زمین پر ہی سوجائیں۔**

(۷) **جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:** ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں کم سونے اور سنت کے مطابق سونے کی توفیق مرحمت فرما۔'' آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مہمان نوازی کی سُنّتیں اورآداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

مہمان نوازی کرنا سنتِ مبارکہ ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ مہمان باعثِ خیر وبرکت ہے۔ایک دفعہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے یہاں مہمان حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے قرض لے کراس کی مہمان نوازی فرمائی۔ چنانچہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے غلام ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔فلاں یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے۔میں رجب شریف کے مہینے میں ادا کردوں گا(کیونکہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہوا ہے) یہودی نے کہا، جب تک کچھ گروی نہیں رکھو گے، نہ دوں گا۔حضرت سیدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس آیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں اس کا جواب عرض کیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا،’’ واللہ! میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔اگروہ دے دیتا تو میں ادا کردیتا۔‘‘(اب میری وہ زرہ لے جااور گروی رکھ آ۔میں لے گیااور زرہ گروی رکھ کرلایا) (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۸۹، ج۱،ص ۳۳۱)

مہمان باعث خیروبرکت ہے:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ

وسلم نے ارشادفرمایا: ''جس گھر میں مہمان ہواس گھر میں خیرو برکت اسی طرح تیزی سے دوڑتی ہے جیسے اونٹ کی کوہان پرچُھری، بلکہ اس سے بھی تیز۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث ۳۳۵۶، ج ۴، ص ۵۱)

پیارے اسلامی بھائیو! اونٹ کی کوہان میں ہڈی نہیں ہوتی چربی ہی ہوتی ہے اسے چھری بہت ہی جلد کاٹتی ہے اوراس کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے اس لیے اس سے تشبیہ دی گئی۔

مہمان میزبان کے گناہ معاف ہونے کا سبب ہوتا ہے:

سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، ''جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کرآتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحب خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے۔''

(کشف الخفا، حرف الضادالمعجمۃ، الحدیث ۱۶۴۱، ج ۲، ص ۳۳)

دس ۱۰ فرشتے سال بھرتک گھر میں رحمت لٹاتے ہیں:

سرکارِمدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشادفرمایا: ''اے براء! آدمی جب اپنے بھائی کی، اللہ عزوجل کیلئے مہمان نوازی کرتا ہے اوراس کی کوئی جزاءاورشکریہ نہیں چاہتا تو اللہ عزوجل اس کے گھر میں دس ۱۰ فرشتوں کوبھیج دیتا ہے جو پورے ایک سال تک اللہ عزوجل کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر پڑھتے اوراس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔اور جب سال پوراہوجاتا ہے توان فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابراس کے نامہ اعمال میں عبادت

لکھ دی جاتی ہے اور اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں ''جَنَّةُ الْخُلْدِ'' اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے۔''

(کنز العمال، کتاب الضیافۃ، قسم الافعال، الحدیث ۲۵۹۷۲، ج۹، ص۱۱۹)

سبحان اللہ، سبحان اللہ! کسی کے گھر مہمان تو کیا آتا ہے گویا اللہ عزوجل کی رحمت کی چھما چھم برسات شروع ہو جاتی ہے اس قدر اجر و ثواب اللہ! اللہ!

مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنا سنت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سنت یہ ہے کہ آدمی مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث ۳۳۵۸، ج۴، ص۵۲)

اے ہمارے پیارے اللہ! عزوجل ہمیں مہمانوں کی خوش دلی کے ساتھ مہمان نوازی کی توفیق عطا فرما اور بار بار ہمیں میٹھے میٹھے مدینے کی مہکی مہکی فضاؤں میں میٹھے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا مہمان بننے کی سعادت نصیب فرما۔

(اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم)

عمامہ کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

عمامہ شریف ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیشہ سرِ اقدس پر اپنی مبارک ٹوپی پر عمامہ مبارکہ کو سجا کر رکھا۔ امام اہلسنّت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں عمامہ سنتِ متواترہ دائمہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ج ٦ ص ٢٠٨، ٢٠٩)

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آٹھ ٨ ارشادات

(١) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر (٧٠) رکعتوں سے افضل ہیں۔

(فردوس الاخبار، باب الراء، فصل رکعتان، الحدیث ٣٠٥٤، ج ١ ص ٤١٠)

(٢) عمامہ کے ساتھ نماز دس ١٠ ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(فردوس الاخبار، باب الصاد، الحدیث ٣٦٢١، ج ٢ ص ٣١)

(٣) بے شک اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر۔

(الجامع الصغیر، حرف الھمزۃ، الحدیث ١٨١٧، ص ١١٣)

(٤) ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ پر کہ مسلمان اپنے سر پر دیگا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائیگا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الحدیث ٤٣٤٠، ج ٨ ص ١٤٧)

(۵) عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المستدرک، کتاب اللباس، باب اعتموا تزدادوا احلماً، الحدیث ۷۴۸۸، ج ۵، ص ۲۷۲)

(۶) عمامہ مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب عمامہ اتار دینگے اپنی عزت اتار دینگے۔ (فردوس الاخبار، باب العین، الحدیث ۴۱۱۱، ج ۲، ص ۹۱)

(۷) تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب المعیشۃ والعادات، باب آداب التعمم، الحدیث ۴۱۹۰۶ ج ۱۵، ص ۲۰۵)

(۸) عمامہ کیساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر (۷۰) جمعہ کے برابر ہے۔

(فردوس الاخبار، باب الجیم، الحدیث ۲۳۹۳، ج ۱، ص ۳۲۸)

حکایت:

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے تو میری طرف التفات کرکے فرمایا: تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! فرمایا: اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا، اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۶، ص ۲۱۵)

عمامہ مبارکہ کے پیچ سیدھی جانب ہونے چاہئیں چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت

مولٰینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ شملہ مبارکہ سیدھے شانہ پر رہتا۔ نیز باندھتے وقت اسکی گردش بائیں (یعنی الٹے) ہاتھ سے فرماتے جبکہ سیدھا ہاتھ مبارک پیشانی پر رکھتے اوراسی سے ہر پیچ کی گرفت فرماتے۔

(حیات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ، ج۱،ص۱۴۴)

عمامہ کے آداب:

(۱) عمامہ سات ½ ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہواور بارہ ½ ہاتھ (چھ گز سے بڑا نہ ہو)

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس تحت الحدیث ۴۳۴۰، ج۸،ص۱۴۸)

(۲) عمامہ کے شملے کی مقدار کم ازکم چار انگل اورزیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ج۲۲،ص۱۸۲، بہار شریعت، حصہ۱۶عمامہ کا بیان، ج۳،ص۵۵)

(۳) عمامہ اتارتے وقت بھی ایک ایک کرکے پیچ کھولنا چاہیۓ۔ عمامہ قبلہ کی طرف رخ کرکے کھڑے باندھے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، باب التاسع فی اللباس...الخ، ج۵،ص۳۳۰)

اے ہمارے پیارے اللہ! عزوجل ہمیں عمامہ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

قرض دینے کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، ''ہر قرض صدقہ ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی القرض، الحدیث ۳۵۶۳، ج ۳، ص ۲۸۴)

سرورِ دوعالم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ہر درہم، دس درہم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درہم اٹھارہ درہم کے برابر ہے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! قرض، صدقے سے کس وجہ سے افضل ہے؟ عرض کی: سائل سوال کرتا ہے جب کہ اس کے پاس (مال) ہوتا ہے اور قرض طلب کرنے والا اپنی ضرورت کے لئے قرض طلب کرتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۱۲۵۴۹، ج ۸، ص ۳۷۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جو شخص اپنے کسی بھائی کو دو بار قرض دے گا، اللہ عزوجل اس کو ایک مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب دے گا۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض، الحدیث ۲۴۳۰، ج ۳، ص ۱۵۴)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ بھی نہ تھا ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا۔ اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ اس سائے میں کھڑے ہو جایئے۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ عند اللہ (اللہ عزوجل کے نزدیک) کہیں سود لینے والوں میں میرا شمار نہ ہو جائے، کیونکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھوپ میں ہی کھڑے رہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۸۸، وکنز العمال، کتاب الدین، قسم الاقوال، الحدیث ۱۵۵۱۲، ج ۶، ص ۹۹)

اللہ اکبر! ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ کیا ہی خوب تھا۔ بزرگان دین (رحمہم اللہ) کے دلوں میں اللہ عزوجل کا خوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ حضراتِ مقدسہ قدم قدم پر اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور انکے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

قیامت کے غم سے بچنے کے لئے:

حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیے

کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے۔ (یعنی معاف کردے) (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر ،الحدیث ۱۵۶۳، ص ۸۴۵)

قرض بہت ہی بڑا بوجھ ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لئے جنازہ لایا گیا۔تو حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے پوچھا، اس مرنے والے پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ عرض کیا گیا، ہاں اس پر قرض ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے پوچھا، اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کیا جاسکے، عرض کیا گیا، نہیں، تو حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو، (میں نہیں پڑھوں گا)۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر عرض کیا...... اے اللہ عزوجل کے رسول! صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں اس کے قرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا، ''اے علی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ اور تیری جاں بخشی ہو جیسے کہ تو نے اپنے اس مسلمان بھائی کے قرض کی ذمہ داری لے کر اس کی جان چھڑائی۔ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رہائی بخشے گا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الضمان، باب وجوب الحق بالضمان، الحدیث ۱۱۳۹۸، ج ۶ ص ۱۲۱)

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، وہ شخص جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جان دی ہے (یعنی شہید ہوا ہے) اس کا ہر گناہ معاف ہو جائے گا

سوائے قرض کے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ، الحدیث ۱۸۸۶، ص ۱۰۴۶)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔ ''جو لوگوں کا مال بطور قرض لے اور وہ نیت اس کے ادا کرنے کی رکھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف سے ادا کر دے گا۔ اور جس شخص نے مال بطور قرض لیا اور نیت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کی وجہ سے تباہ کر دے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض......الخ، باب من اخذ اموال الناس.....الخ، الحدیث ۲۳۸۷، ج ۲، ص ۱۰۵)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے جس شخص نے اپنی جان تک اللہ عزوجل کی راہ میں قربان کردی اس پر بھی اگر کسی کا قرضہ ہے اور وہ ادا کر کے نہیں آیا ہے تو وہ معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک قرض خواہ معاف نہ کرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔

اے ہمارے پیارے اللہ! عزوجل ہمیں فراخ دلی کے ساتھ بہ نیت ثواب حاجتمندوں کو قرض دینے اور قرضدار کے ساتھ نرمی کرنے اور اپنے اوپر آتا ہوا قرض دیانتداری سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

مریض کی عِیادت کرنے کا ثواب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب ہمارا کوئی مسلمان بھائی بیمار ہوجائے تو ہمیں وقت نکال کر اُس اسلامی بھائی کی عیادت کے لئے ضرور جانا چاہیے کہ کسی مسلمان کی عیادت کرنا بھی بہت زیادہ اجروثواب کا باعث ہے۔

حضرتِ سیدنا عبدالرحمٰن بن عمرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے جاتا ہے اللہ عزوجل اس پر پچھتر ہزار ملائکہ کے ذریعہ سایہ فرماتا ہے، وہ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور وہ فارغ ہونے تک رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور جب وہ اس کام سے فارغ ہوجاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب لکھتا ہے اور جس نے **مریض کی عیادت** کی اللہ عزوجل اس پر پچھتر ہزار ملائکہ کے ذریعے سایہ فرمائے گا اور گھر واپس آنے تک اسکے ہر قدم اٹھانے پر اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اس کے ہر قدم رکھنے پر اس کا ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور ایک درجہ بلند کیا جائے گا، جب وہ مریض کے ساتھ بیٹھے گا تو رحمت اسے ڈھانپ لے گی اور اپنے گھر واپس آنے تک رحمت اسے ڈھانپے رکھے گی۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی عیادۃ المرضیٰ، الحدیث ۱۳،۱۴، ج ۴، ص ۱۶۵)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبِّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ جوشخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے، ''خوش ہوجا کہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضاً، الحدیث ۱۴۴۳، ج ۲، ص ۱۹۲)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِیْد خُدْرِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''مریضوں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتے رہیں گے۔''

(المسند للامام احمد، مسند ابی سعید الخذری، الحدیث ۱۱۱۸۰، ج ۴، ص ۴۷)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور ثواب کی امید پر اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کی اسے جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کردیا جائیگا۔''

(سنن ابی داوٗد، کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادۃ...الخ، الحدیث ۳۰۹۷، ج ۳، ص ۲۴۸)

پیارے اسلامی بھائیو! جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے جانا ہو تو مریض سے اپنے لئے دعا لازمی کروانی چاہیے کہ مریض کی دعا رد نہیں ہوتی چنانچہ

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ'' مریض جب تک تندرست نہ ہو جائے اس کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی ۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی عیادۃ المرضی...الخ، الحدیث ۱۹، ج ۴، ص ۱۶۶)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ'' جب تم کسی مریض کے پاس آؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عیادۃ المریض، الحدیث ۱۴۴۱، ج ۲، ص ۱۹۱)

پیارے اسلامی بھائیو! جب کسی مریض کی عیادت کو جائیں تو مریض کے لئے بھی دعا کریں ایک دعا حدیث مبارکہ میں تعلیم فرمائی گئی ہے ہو سکے تو یہ دعا ہی پڑھ لیں۔

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ'' جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہو اور سات مرتبہ یہ الفاظ کہے تو اللہ عزوجل اسے اس مرض سے شفا عطا فرمائے گا۔

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

ترجمہ: میں عظمت والے، عرش عظیم کے مالک اللہ عزوجل سے تیرے لئے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ، الحدیث ۳۱۰۶، ج ۳، ص ۲۵۱)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل ہمیں عیادت کی سنت پر بھی عمل کی توفیق عطا فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

ماٰخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف/مولف	مطبوعہ
۱	قرانِ پاک	کلامِ باری تعالیٰ	ضیاءالقران لاہور
۲	کنزالایمان فی ترجمۃ القران	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں علیہ الرحمہ	ضیاءالقران لاہور
۳	الجامع لاحکام القران تفسیر قرطبی	محمد بن احمد انصاری القرطبی رحمۃ اللہ علیہ	دارالفکر بیروت
۴	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵	صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ	دارابن حزم بیروت
۶	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	دارالفکر بیروت
۷	سنن ابی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ	داراحیاء التراث العربیہ بیروت
۸	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ	دارالمعرفہ بیروت
۹	مؤطا للامام مالک	امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ	دارالمعرفہ بیروت
۱۰	الجامع الصغیر	سلیمان احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۱	مجمع الزوائد	نورالدین علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ	دارالفکر بیروت
۱۲	المعجم الکبیر	امام سلیمان احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۳	کنزالعمال	علامہ علاؤالدین علی متقی بن حسام الدین	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۴	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ	دارالفکر بیروت
۱۵	کشف الخفاء	اسماعیل بن محمد بن عبدالھادی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۶	المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد بن محمد عبداللہ حاکم	دارالمعرفہ بیروت
۱۷	مشکاۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۸	المسند للامام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	دارالفکر بیروت
۱۹	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۰	الترغیب والترھیب	امام عبدالعظیم بن القوی رحمۃ اللہ علیہ	دارالفکر بیروت
۲۱	شرح السنہ للامام بغوی	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمہ	دارالکتب العلمیہ بیروت

۲۲	فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شھر دار رحمۃ اللہ علیہ	دار الفکر بیروت
۲۳	الموضوعات الکبریٰ	اامام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی علیہ الرحمۃ	دار الفکر بیروت
۲۴	سُنن دارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	باب المدینہ کراچی
۲۵	ریاض الصالحین	امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ	دار السلام ریاض
۲۶	ردالمحتار مع درمختار	علامہ علاؤالدین محمد بن علی الحصکفی	دار المعرفہ بیروت
۲۷	فتاوی عالمگیری	شیخ نظام الدین و جماعۃ من علماء الھند	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۲۸	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ رضویہ کراچی
۲۹	بہارِ شریعت	مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ رضویہ کراچی
۳۰	احیاءعلوم الدین	امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۱	تنبیہ الغافلین	فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ	دار ابن کثیر بیروت
۳۲	جاءالحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی	قادری پبلشرز لاہور
۳۳	شرح الصدور	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	مرکز اہل السنۃ برکات رضا
۳۴	وسائل الوصول	علامہ یوسف بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ	دار المنہاج بیروت
۳۵	الحصن الحصین	علامہ محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ العصریہ بیروت
۳۶	شرح الشفاء الباب	ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۷	کیمیائے سعادت	امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	کتب خانہ ہائی ایران
۳۸	اسرار اولیاء	فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	کتب خانہ ہائی ایران
۳۹	حلیۃ الاولیاء	امام احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۴۰	تذکرۃ الاولیاء	فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	انتشارات گنجینہ

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

﴿شعبہ کُتُبِ اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ﴾

(۱) کرنسی نوٹ کے شرعی اَحکامات (کِفلُ الفَقِیہِ الفَاھِمِ فِی اَحکَامِ قِرطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

(۲) ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلیَاقُوتَۃُ الوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

(۳) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات: 74)

(۴) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

(۵) شریعت وطریقت (مَقَالُ العُرَفَاءِ بِاِعزَازِ شَرعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

(۶) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ) (کل صفحات:63)

(۷) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیِّ) (کل صفحات:100)

(۸) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیدِ فِی تَحْلِیلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیدِ) (کل صفحات:55)

(۹) راہِ خداعزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

(۱۰) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوقُ لِطَرْحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات:125)

(۱۱) دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِأَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

شائع ہونے والی عربی کتب:

از امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(۱۲) کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74)۔ (۱۳) تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان ۔ (کل صفحات:77) (۱۴) اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)۔ (۱۵) اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) (۱۶) اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی (کل صفحات:46) (۱۷) اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) (۱۸) اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) (۱۹، ۲۰) جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی) (کل صفحات:570، 672)

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

(۲۱) خوفِ خداعزوجل (کل صفحات:160)

(۲۲) انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

(۲۳) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

(۲۴) فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)

(۲۵) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)

(۲۶) نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)

(۲۷) جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)

(۲۸) کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)

(۲۹) نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)

(۳۰) کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً63)

(۳۱) فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)

(۳۲) مفتیِ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)

(۳۳) حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)

(۳۴) تحقیقات (کل صفحات:142)